بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ماہنامہ الفرقان لکھنؤ

جلد نمبر ۸۳ ماہ مئی ۲۰۱۵ء مطابق رجب المرجب ۱۴۳۶ھ شمارہ نمبر ۵

مدیر
خلیل الرحمان سجاد نعمانی
E-mail : ilm.zikr@yahoo.com

## اس شمارہ میں



| | مضامین | مضامین نگار | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| ۱ | نگاہ اولیں | یحییٰ نعمانی / مدیر | ۵ |
| ۲ | محفل قرآن | مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی | ۱۳ |
| ۳ | رمضان المبارک مغفرت کا مہینہ | حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی | ۲۰ |
| ۴ | جنت کا شوق، جہنم کا خوف اور خدمت خلق | خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی | ۳۰ |
| ۵ | الفرقان کی ڈاک | | ۵۵ |



اگر اس دائرہ میں ◯ سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ
آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے براہ کرم آئندہ کے لئے چندہ ارسال فرمائیں ورنہ اگلا شمارہ بصیغۂ V.P. ارسال کیا جائے گا جس میں آپ کے -/35 روپے زائد خرچ ہوں گے ــــ منیجر

## ضروری اعلان

مختلف مقامات میں ماہنامہ الفرقان کی توسیع اشاعت کے لیے درج ذیل حضرات کے نام اور فون نمبر نیچے لکھے جارہے ہیں ان مقامات نیز قرب وجوار کے حضرات ان سے رابطہ قائم کریں۔

| مقام | نام | فون نمبر |
|---|---|---|
| ۱۔ بڑودہ (گجرات) | مفتی محمد سلمان صاحب | +91-9898610513 |
| ۲۔ مالیگاؤں (مہاراشٹرا) | مفتی حسین محفوظ صاحب | +91-9226876589 |
| ۳۔ بیلگام (کرناٹک) | مولانا تنویر صاحب | +91-9880482120 |
| ۴۔ بیڑ (مہاراشٹرا) | قاسمی بکڈپو<br>طہٰ بکڈپو | +91-9960070028<br>+91-9326401086 |
| ۵۔ گورکھپور (اترپردیش) | مکتبہ ناصر | +91-9451846364 |
| ۶۔ جالنا (مہاراشٹرا) | محمد اظہر | +91-9225715159 |

**ناظم شعبۂ رابطہ عامہ : بلال سجاد نعمانی**
E-mail: nomani_sajjadbilal@yahoo.com

☆ سالانہ زر تعاون، برائے ہندوستان: (سادہ ڈاک) عمومی -/Rs.200

☆ سالانہ زر تعاون برائے ہندوستان: (بذریعہ وی پی[1]) عمومی -/Rs.230

[1] اس صورت میں پہلے سے زر تعاون بھیجنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ رسالہ وصول کرتے وقت ڈاکیہ کو مطلوبہ رقم ادا کرنی ہوتی ہے،
مگر خیال رہے کہ وی پی نہ وصول ہوئی تو ادارہ کو -/Rs.40 کا نقصان ہوتا ہے

☆ سالانہ زر تعاون برائے بیرونی ممالک (بذریعہ ہوائی جہاز) -/20 پاؤنڈ۔ -/40 ڈالر

لائف ممبر شپ: ہندوستان: سادہ ڈاک -/Rs.8000۔

بیرونی ممالک: -/600 پاؤنڈ۔ -/1200 ڈالر۔

برطانیہ میں ترسیل زر کا پتہ : **Mr. RAZIUR RAHMAN**
90-B HANLEY ROAD. LONDON N4 3DW U.K
Fax & Phone:020 72721352. Email:furqanpublications@googlemail.com

ادارہ کا مضمون نگار کی فکر سے اتفاق ہونا ضروری نہیں۔

**خط وکتابت اور ترسیل زر کا پتہ**

ماہنامہ الفرقان
۳۱/۱۱۴ نظیر آباد لکھنؤ
پن-۲۲۶۰۱۸ - یوپی، انڈیا- فون نمبر: Ph:0522-4079758

MonthlyALFURQAN
114/31, NAZIRABAD LUCKNOW
Pin-226018- U.P INDIA

e-mail : monthlyalfurqanlko@gmail.com

دفتر کے اوقات صبح ۱۰ بجے سے ۱ بجکر ۳۰ منٹ بعد ظہر: ۲ بجے سے ۵ بجکر ۳۰ منٹ تک
اتوار کو آفس بند رہتا ہے۔۔۔۔۔

خلیل الرحمن سجاد کے لیے پرنٹر وپبلشر محمد حسان نعمانی نے کاکوری آفسیٹ پریس کچہری روڈ لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر الفرقان ۳۱ نیا گاؤں مغربی لکھنؤ سے شائع کیا۔

## نگاہ اولیں

یحییٰ نعمانی

# مغربی تہذیب؛ دنیا اور آخرت کی تباہی
# کاش ہم عبرت حاصل کریں!

مرعوب اور ذہنی غلامی کے مزمن مرض میں مبتلا قوموں اور افراد کا بھی عجیب حال ہوتا ہے۔ ان کا کوئی کام نہ اپنے دماغ سے ہوتا ہے، اور نہ ان کے کسی کام کے پیچھے ان کی اپنی منفعت اور مصلحت کی رعایت ہوتی ہے۔ وہ جس قوم یا طبقے یا گروہ سے مرعوب ہوتے ہیں بس اس کی نقلیں ہی اتارنے کو اپنی ترقیوں کی آخری معراج سمجھتے رہتے ہیں۔

مغرب کی مادّی ترقیوں کی چکا چوند اور طاقت کے زور سے ہم مرعوب ہوکر اس قابل بھی نہ رہے کہ اس کے اسباب عروج اور اسباب تنزل میں کچھ فرق کرتے۔ اور کم از کم اس کے ان طریقوں کو تو نہ اپناتے جو ہمارے دین وایمان کو خاکستر کرنے کے ساتھ ساتھ ہماری دنیا بھی برباد اور عبرت کا نمونہ بنادیں گے۔

مغرب نے اپنے دین و مذہب سے بیزار ہوکر اپنی شہوت رانیوں کے ہاتھوں حیا وعفت کی چادروں کو تار تار کیا۔ تو مشرق کے مریدان مغرب نے شیخ کے نقش قدم پر اس کوچے میں بھی قدم رکھ دیے۔ اور اب صورت یہ ہے کہ مغرب خود اگرچہ اس آگ میں جھلس رہا ہے، آگ کی لپٹیں خود اس کے وجود کو لپیٹ میں لیتی جارہی ہیں، مگر وہ اپنی خود فریبی میں ایسا مست ہے کہ اس کو احساس ہی نہیں ہورہا ہے کہ وہ کس بری طرح جھلستا جارہا ہے۔ طرہ یہ ہے کہ اس کو اس پر بھی اصرار ہے کہ وہ اپنے سارے مریدوں کو ''سلوک'' کے یہ مرحلے بھی ضرور طے کروائے گا۔

اب مشرق کے یہ ذہنی غلام جن کے پاس نہ کوئی آزاد فکر ہے، نہ قوت انتخاب وتمیز اور نہ پرکھنے کی صلاحیت، یہ اس کے سامنے بالکل بے بس ہوگئے۔ پہلے اگر ذہنی غلامی اور مرعوبیت کے غلافوں میں ڈھکی ان کے عقلوں میں کوئی دریچہ آزادی فکر ونظر کا تھا بھی تو اب اس جذبات انگیزی نے ان کو بالکل ہی پا بجولاں بنادیا۔ اگر مغرب کی اس جنسی آزادی کو کسی درجہ میں وہ نامناسب خیال بھی کرتے ہیں تب بھی اپنے جذبات

کے ہاتھوں مجبور ہوکر وہ کشاں کشاں ادھر کھنچے چلے جارہے ہیں۔ بلکہ اب تو صورت یہ ہے کہ مشرق کے وہ معاشرے جو مغرب کی اس بے راہ روی کو انسانی تمدن کے لئے سخت خطرناک اور اس کی بنیادوں کو ڈھادینے والا خیال کرتے ہیں وہ بھی اپنی عقلوں کی آزادی کے باوجود اپنے جذبات کے ہاتھوں مجبور ہوکر مغرب کی راہ پر چل نکلے ہیں۔ ان معاشروں میں ایک بہت بڑی تعداد مسلم معاشروں کی ہے۔ جو اس طرز عمل کو علی وجہ البصیرت انسانی تمدن کے لئے سنگین خطرہ سمجھنے کے علاوہ اس کو اپنے دینی اصولوں کے خلاف بھی سمجھتے ہیں، اور اس پر آخرت کے شدید مواخذہ کا اندیشہ بھی رکھتے ہیں۔ مگر جذبات انگیزی کی موجیں ان کے قدم بھی اکھیڑے دے رہی ہیں۔

ایک سچے ایمان رکھنے والے بندے کے لئے پھر کوئی اور بات قابل غور رہنی ہی نہیں چاہئے۔ لیکن اگر ہمارے ایمان کمزوری کے اس درجہ پر پہنچ چکے ہوں کہ آخرت کے ثواب وسزا ہم کو کسی حد پر روک نہ پائیں، تو کم ازکم اس معاملہ میں تو اب خود مغرب کا حال عبرت کا نمونہ بن چکا ہے۔ اب یہ بات کوئی نظری نہیں رہی کہ مرد وزن کے آزادانہ اختلاط اور اخلاقی بے راہ روی سے معاشرہ میں کیا ٹوٹ پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور کیسا سکون عنقا ہوتا ہے۔

المونڈ (Almond) نامی ایک فرنچ اخبار نے مغرب کی موجودہ صورت حال کو ''خاندانی نظام کا خاتمہ'' قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ مغرب کا معاشرہ تہذیب وتمدن کے دائروں سے نکل کر اس جنگلی نظام زندگی میں داخل ہونے جارہا ہے جس میں جانور رہتے ہیں۔ انسانی معاشرے جو تہذیب وتمدن کی عمارتیں بناتے ہیں اس کی اساسی اینٹ خاندان کا ادارہ ہوتا ہے۔ اگر وہ ختم ہوگیا تو معاشرت ہی ٹوٹ کر بکھر گئی۔ پھر انسانوں کی کسی قسم کی اجتماعی ہیئت نہیں بن سکتی۔

سوال یہ ہے کہ کیا ہم بھی اسی انجام کے منتظر ہیں؟؟۔ کیا ہم کو بھی فطرت کی انہی تعزیروں کا انتظار ہے جنھوں نے عبرت انگیز حد تک مغربی دنیا کا سکون غارت کردیا ہے؟؟ نیشنل فرنچ انسٹیٹیوٹ فار ڈیموگرافک ریسرچز'' کی ایک رپورٹ کے مطابق ہر دس جوڑوں کے مقابلے میں نو ۹/ کسی عرفی یا دینی شادی کے بغیر ایک ساتھ رہتے ہیں۔

جوان جوڑوں میں آدھے سے زیادہ گھر بغیر کسی قانونی ضابطے کے ایک ساتھ رہتے ہیں۔ ۵۳/ فیصد ولادتیں ایسے ہی جوڑوں کے یہاں ہوتی ہیں۔ اور ان میں سے ۲۵/ فیصد بچے زندگی بھر باپ کے چہرے کو ترستے رہتے ہیں۔ فرانس میں تقریباً سالانہ سات لاکھ بچے پیدا ہوتے ہیں اور اس میں سے تقریباً دس ہزار بچوں کی ماؤں کی عمر دس سے تیرہ سال تک ہوتی ہے۔ جو اپنے اسکول سے یہ ''تحفہ'' بھی ساتھ

لاتی ہیں۔اوراس رپورٹ نے بجاطور پر فرنچ انتظامیہ کواس تعداد پر قابو رکھنے اوراس کو دس ہزار تک محدود رکھنے پر داد دی ہے کہ اس نے بچوں میں وسائل منع حمل تقسیم کرکے اس پریشان کن صورت حال کو قابو میں رکھنے کی قابل ستائش کوشش کی۔اس مقصد کے لئے اسکولوں میں خصوصی میڈیکل اسٹورس کھولے گئے۔اور ان وسائل کے استعمال کی تربیت کے لئے نرسوں کی ڈیوٹی لگائی گئی۔

(بحوالہ ہفتہ وار المجتمع ،کویت، اشاعت ۲۳؍صفر ۱۴۲۱ھ)

سویڈن جو یورپ کے چند انتہائی ترقی یافتہ ملکوں میں شمار ہوتا ہے اس میں ۶۵؍فیصد طلاق ہوجاتی ہے۔تہذیب حاضر کے معلّم اکبر امریکہ میں یہ تناسب ۴۵؍فیصد ہے۔جرمنی میں ۳۵؍فیصد،روس میں ۳۳؍فیصد.......... یہ جائزہ ایک بین الاقوامی سروے رپورٹ میں دیا گیا ہے۔جرمن اخبار ''شتیرن'' کے مطابق اس جائزہ میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ فرانس میں طلاق کا مطالبہ کرنے والی عورتوں میں دو تہائی گھر کے باہر کام کرتی ہیں۔ (مجلہ ''البیان'' لندن شمارہ اپریل مئی ۲۰۰۰ء)۔

اس افراتفری اور انتشار نے مغرب کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔جن معاشروں میں خاندان پانی کے بلبلوں کی طرح محض ہوا کی ایک تحریک پر پیدا ہوتے اور ایک ہلکی سی حرکت سے تحلیل ہوجاتے ہوں، ان میں بچوں اور عورتوں پر کیا گذرتی ہوگی۔ بچے بچپن کی عمر میں ہی اپنے ماں باپ کی تربیت سے محروم اور ان کی توجہ اور شفقت کو ترستے رہتے ہیں۔مرد وزن کی ایک دوسرے سے بے وفائیاں گھر میں شدید تناؤ پیدا کئے رہتی ہیں۔اوراس کا انجام بالعموم علحدگی اور طلاق پر ہوتا ہے۔اوراس چکی کے بیچ پستا ہے معصوم بچہ۔

۱۹۹۰ء میں امریکہ میں ۵۶۰۰؍بچے اپنی ماؤں کے ذہنی تناؤ کا نشانہ بنے اور اسپتال میں داخل کیے گئے۔ان کی اکثریت معذور ہوگئی۔(البیان)

اس طرز زندگی نے بے چاری عورت پر کیا مظالم ڈھائے ہیں اس کی تفصیل بھی بڑی دل خراش ہے۔مغرب نے عورت کو ایک بکاؤ مال بنادیا ہے۔اس کی شخصیت (Personality) میں سوائے جنس کے اور کوئی چیز قابل توجہ نہیں بچی۔مغربی وسائل ابلاغ میں عورت بس ایک لذت اندوزی کے ذریعہ کے طور پر پیش کی گئی۔اس کا رول بس اپنے جسم کی نمائش اور ظالم مرد کی دماغی عیاشیوں کا سامان بننا ہے۔مغرب نے عورت کو تہذیب کے نام پر بس یہی سکھایا ہے کہ وہ مردوں کو اپنی جانب مائل کرے۔ ہرتاجر اپنے سامان کے ساتھ عورت کی بھی تجارت کررہا ہے۔دوکانوں کے کاونٹر، اور ہوٹلوں کی خدمت سے لے کر آفسوں کی میزوں اور کمپنیوں کے اشتہاروں تک ہر جگہ عورت بیچی جارہی ہے۔اس کے سہارے بلکہ اس کے حسن کے سہارے تجارت کی جارہی ہے۔اوراس طرح عورت بس کمانے کا ذریعہ ہے۔

اعلیٰ سے اعلیٰ معیار زندگی کے حصول کی دوڑ نے عورت کو بھی کسب معاش کی دوڑ میں لگا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس پر گھر کی ذمہ داریاں بھی باقی رہیں۔

ڈاکٹر کلین لیڈیز اسپتالوں کے ڈاکٹروں کی یونین کے صدر ہیں۔ انہوں نے جرمنی میں ایک کانفرنس کے دوران انکشاف کیا کہ گھر سے باہر کام کرنے والی عورتوں میں تقریباً ۱۴ر فیصد دل اور اعصابی بیماریوں کا شکار ہیں۔ اور اس کا سبب وہ غیر فطری بوجھ ہے جو ان پر پڑتا ہے۔

امریکہ میں ۴۸ر فیصد سویڈن میں ۶۵ر فیصد اور جرمنی میں ۴۳ر فیصد کام کرنے والی عورتیں دماغی اور نفسیاتی الجھن کا شکار ہیں۔ اور ان مارکٹوں میں تسکین بخش دواؤں میں سے ۷۶ر فیصد عورتوں پر صرف کی جاتی ہیں۔ (البیان)۔ مغربی معاشرے میں عورت کی جو قابل رحم حالت ہے اس کو میڈیا کی فریب کاریوں نے چھپا رکھا ہے، اس کے متعلق کچھ اعداد وشمار خالص مغربی مآخذ کے حوالے سے کسی اور مجلس میں پیش کیے جائیں گے، مگر یہاں ایک اور رپورٹ پیش ہے جو بتاتی ہے کہ مغرب کے مسکراتے چہروں اور ظاہری چمک دمک کے زرق برق مظاہر کے پیچھے بے چینی اور اضطراب سے بھرپور دل ہیں جو زندگی سے اوب گئے ہیں، نفسیاتی بیماریوں کا تناسب ہوش اڑا دینے والا ہو گیا ہے۔ آپ کیا یقین کر سکتے ہیں کہ برطانیہ کی ایک چوتھائی آبادی ہر سال کسی ''قابل تشخیص DIAGNOSABLE'' نفسیاتی بیماری کا شکار ہوتی ہے۔ جی ہاں! یہی نہیں ماہرین کہتے ہیں کہ یہ تعداد صحیح نہیں ہے، یہ تناسب کسی طرح ۵۰ فیصد سے کم نہیں۔ مشہور برطانوی اخبار گارڈین کی ویب سائٹ پر موجود ایک رپورٹ کے مطابق جب امریکہ میں نفسیاتی بیماروں کی تعداد 50 فی صد سے زائد ہے تو یہ برطانیہ میں 25 فی صد نہیں ہوسکتی:

The most recent major survey of the US population found an estimated lifetime rate of no less than 50.8%.[۱]

مغرب کے مطالعاتی ادارے اور معاشرتی تحقیقات کے مراکز حیرت کے شکار ہیں کہ اس کو کیسے سمجھا جائے کہ مادی آسائشوں اور آرائشوں کے وسائل اور دولت میں جتنا اضافہ ہوتا جاتا ہے دل کا سکون اور زندگی کا اطمینان اتنا ہی رخصت ہوتا جاتا ہے۔ سن ۲۰۰۸ میں برطانیہ کی ایک پارلیمنٹری کمیٹی کی ایک رپورٹ سامنے آئی تھی، جو اسی صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے تشکیل دی گئی تھی۔ ۱۲ مئی کے ٹائمس (لندن) میں اس کی رپورٹ کا خلاصہ اخبار کی مذہبی امور کی نامہ نگار Ruth Gledhill نے دیا ہے۔ رپورتاژ کا عنوان ہے:

---

۱ http://www.theguardian.com/commentisfree/2010/apr/24/one-in-four-mental-health-statistic

خدا جانے ہم اس قدر پریشان و مایوس کیوں ہیں؟

ممبران پارلیمنٹ کہتے ہیں دین سے محرومی اس کی اصل وجہ ہے۔

رپورٹ کا حاصل یہ ہے کہ: برطانوی پارلیمنٹ کی ایک کمیٹی کے مطابق برطانیہ میں بڑھتی ہوئی بے چینی اور اضطراب اور غمگینی کا سبب دولت اور مادی وسائل کی قلت نہیں ہے، بلکہ اللہ پر ایمان سے محرومی اور مذہب سے دوری اس کا اصل سبب ہے"۔ کمیٹی کنزرویٹو پارٹی کے لیڈر ڈیوڈ کیمرون کی اس تشویش سے اتفاق کرتی ہے کہ برطانوی معاشرے کی بے چینیوں کو دور کرنے کے سلسلے میں فوری اقدام کرنے کی ضرورت ہے۔

ٹائمس کی نامہ نگار لکھتی ہے:

The report claims that despite the recent emphasis on "happiness" studies in some schools, and the debates on British identity and wellbeing, Britain is becoming increasingly miserable. "One impetus behind this project was our sense that there is a strong feeling of disaffection among the inhabitants of these islands. It seemed to us that our national sense of wellbeing is at low ebb; people are wanting something more out of life."[1]

اب سوال یہ ہے ہم کدھر جا رہے ہیں۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ذرائع ابلاغ کی ہیجان انگیز تبلیغ نے مسلمانوں اور ایشیائی مسلمانوں کی ایک بڑی اکثریت کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے۔ وہ بھی اسی طرز زندگی کو اپنانے لگے ہیں۔

اس رجحان کو ایک عالمی حکمراں تہذیب سے بھی تقویت مل رہی ہے اور اس کے لئے بین الاقوامی طور پر زبردست تحریک چلائی جا رہی ہے۔ اور عالمی ادارے ہماری حکومتوں کو اس طریقہ زندگی کی تائید کے لئے نئی نئی پالیسیاں بنانے پر مجبور کر رہے ہیں۔

ان حالات میں ہمارے پاس مقابلے کے ہتھیار بہت کم رہ گئے ہیں۔ ذاتی عزم وارادہ اور قوت فیصلہ کی طاقت سے ہی ہم اس سیلاب میں بہنے سے بچ سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلا فیصلہ گھروں کی سطح پر لینا ہے۔ ہمارے گھروں کا ماحول گندے میڈیا، اخلاق تہذیب سے عاری اسکول، اور بگڑے

---

[1] http://www.timesonline.co.uk/tol/comment/faith/article3913720.ece)

ہوئے ماحول سے تیزی کے ساتھ متاثر ہورہا ہے۔ اور گھر کے بڑوں نے عموماً عملی طور پر شکست تسلیم کرلی ہے۔

یہ وقت ہمارے امتحان اور آزمائش کا ہے۔ اگر ہم نے اس وقت دانشمندی اور قوت ارادی سے کام نہ لیا تو ہم بھی اسی تباہی کے کھڈ میں جاگریں گے جس میں مغرب گررہا ہے۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

---

(۲)

# مکتوب حرم

[حضرت مدیر الفرقان مدظلہ حرمین شریفین کے سفر پر تشریف لے گئے ہیں، انہوں نے وہاں سے ایک خط اپنے بھانجے برادر مکرم مولانا یحییٰ نعمانی کے نام لکھا ہے، افادۂ عام کی خاطر وہ خط ذیل میں پیش کیا جارہا ہے ——— بلال نعمانی]

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

عزیز القدر مولوی یحییٰ نعمانی! بارك الله في حياتك

سلام مسنون! تین سال کے طویل وقفہ کے بعد ایک بار پھر اللہ تعالیٰ نے حرمین شریفین کی حاضری اور چند روزہ قیام کی سعادت بخش دی، فله الحمد و له الشكر، پہلے جدّہ ہوتے ہوئے مدینہ منورہ حاضری ہوئی، ٦ دِن وہاں قیام رہا، کوشش کے باوجود اہل تعلق کو خبر ہوگئی، ملاقاتوں کا سلسلہ بھی رہا، دو مجلسیں بھی ہوگئیں، ایک اردو اور ایک عربی میں۔

دربار نبوت کی حاضری کے آداب اور اس کی لذت سے آشنائی سے محرومی کا احساس ہر بار تازہ ہوتا ہے، اِس بار کچھ زیادہ ہی ہوا، پھر بھی جو کچھ بَن پڑا عرض کیا؛ اپنے لئے بھی اور اپنے پورے گھرانے کے لئے بھی اور اُن کی امّت کے لئے بھی۔

اللہ رضوان میاں [۱] کو دونوں جہاں کی خوشیاں نصیب فرمائے، ان کی کوشش سے اِس بار چونکہ وِزِٹ ویزے پر سفر ہوا تھا؛ اس لئے حرمین شریفین کے علاوہ؛ ملک کے دوسرے شہروں کا سفر بھی ہوسکتا تھا، چنانچہ مدینہ منورہ سے خیبر، العلی، تبوک، حقل، ینبوع اور طائف بھی جانا ہوا، خیبر کا مشہور قلعہ قریب سے اور

---

[۱] یہ مکتوب نگار کے داماد ہیں؛ جو جدّہ میں بسلسلۂ ملازمت مقیم ہیں۔

تفصیل سے دیکھنے کو ملا، العلیٰ میں قوم ثمود کی بستی ''مدائن صالح'' میں کافی آثار قدیمہ موجود ہیں۔ تبوک میں پورے منطقہ کے علماء سے بہت اچھی ملاقات کا موقع بھی مِلا، پھر حقل میں، جو کہ ساحل سمندر پر واقع مملکت کا سرحدی اور نہایت خوبصورت شہر ہے؛ وہاں بھی ایک ڈیڑھ دِن قیام رہا۔

عزیز مکرم مولوی ظفر ندوی جو وہاں بہت عرصہ سے مقیم ہیں اور جنہوں نے اپنی فطری سعادت مندی کی وجہ سے ندوے کے اپنے اساتذہ کے ساتھ مملکت کے علماء سے بہت اچھا رابطہ استوار کر رکھا ہے، اور عام طور پر لوگوں کے دلوں میں ان کی خصوصی قدر ہے؛ انہوں نے ہم لوگوں کا قیام سمندر میں ہی واقع ایک آرام دہ مکان میں کروایا، جہاں سے سمندر پار سیناء مصر کی پہاڑیاں اور اُردن و مقبوضہ فلسطین کی بستیاں بھی صاف نظر آتی ہیں، انہوں نے اپنے گھر پر علاقے کے ممتاز علماء و عمائدین کو بھی مدعو کر لیا؛ جن کے ساتھ مختلف اہم موضوعات پر بے تکلف گفتگو کا موقع بھی مِلا، اندازہ ہوا کہ اِس خطہ کے علماء میں فکری اعتدال اور وسعت قلبی زیادہ ہے۔

حقل سے ینبوع اور جدّہ ہوتے ہوئے طائف بھی جانا ہوا، طائف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مسجد میں نماز ظہر ادا کرنے اور ان کی قبر پر حاضری کے بعد مولانا طلحہ ندوی کی رہبری میں بنوسعد کی بستی میں حاضری کا موقع مِلا؛ وہاں آج بھی دائی حلیمہ کے اُس مکان کے کچھ آثار موجود ہیں؛ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن کے کچھ ماہ و سال گذرے تھے، طائف ہی سے احرام باندھ کر مکہ مکرمہ حاضری ہوئی اور عمرہ کی سعادت ملی۔

حسن اتفاق سے حضرت والا دامت برکاتہم [1] بھی آج کل یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں، مدینہ منورہ میں بھی اُن کی خدمت میں حاضری اور کچھ دیر اُن کے قریب بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی اور یہاں مکہ مکرمہ میں بھی روزآنہ بعد عصر اُن کی مجلس میں حاضری کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔۔۔کیا بتاؤں؟ ایک طرف ابّی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے اِن اللہ والوں کی خصوصی شفقتیں اور توجہات ہیں اور دوسری طرف اپنی نا اہلی اور نا قدری ہے؛ جس نے پیروں میں بیڑیاں ڈال رکھی ہیں، کچھ حاصل ہی نہیں کرنے دیتی۔ فالی اللہ المشتکیٰ۔

ایک دو سال سے ہر ملاقات میں حضرت کے جسمانی ضعف اور روحانی ارتقاء کی جو علامتیں نظر آتی ہیں؛ اس کو دیکھ کر طبیعت میں سخت بے چینی پیدا ہوتی ہے، اللہ اُن کا سایۂ شفقت کو ہم سب کے سروں پر تا دیر سلامت رکھے، اور ہمیں اُن کی اور تمام صلحاء کی حقیقی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

[1] حضرت مولانا حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم جو کہ مکتوب نگار کے شیخ و مرشد ہیں۔

مدینہ منورہ میں جو گفتگو حضرت نے کھانے پر فرمائی اس سے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے ایک شفیق باپ اپنے ایک پریشان حال بیٹے کو محبت کے بول بولکر اس کو حوصلہ دِلا رہا ہو، تسلّی دِلا رہا ہو، پیار بھری نصیحتیں کر رہا ہو۔ اور مکہ مکرمہ میں جو گفتگو بالکل تنہائی میں فرمائی اس سے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے امت کا ایک مسیحا ان حالات پر تبصرہ کر رہا ہے؛ جن میں عالم اسلام بالخصوص یہ خطّہ آج کل بری طرح پھنسا ہوا ہے، اس گفتگو میں درد بھی تھا، فکر مندی بھی تھی، مگر خوف، مایوسی اور سراسیمگی کا شائبہ بھی نہ تھا، بلکہ اس کے برعکس یہ یقین تھا کہ امت مسلمہ اِن حالات کے گرداب سے اس طرح نکلے گی کہ اس کی صفوں میں اتحاد ہوگا اور اس کے دلوں میں مجاہدانہ عزائم تازہ ہوں گے۔ کاش کہ ہمارے اہل علم و دانش قریب سے اِن خرقہ پوشوں کو دیکھتے؛ تب انھیں اندازہ ہوتا کہ یہ لوگ امت مسلمہ کی اجتماعی سربلندی اور اعلاء کلمۃ اللّٰہ کا بھی کیا درد رکھتے ہیں اور اس کے لئے خاموشی سے کیا کیا کر رہے ہیں۔

------ ------ -----

تم لوگوں کے انتظار کو رفع کرنے کے لئے یہاں کے حالات کے بارے میں مختصراً اتنا بھی ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مملکت کے موجودہ فرمانروا کے بارے میں یہاں عام طور پر علمی و دینی حلقوں میں بہت اچھی توقعات دیکھنے میں آ رہی ہیں، لوگ عام طور پر یہ امید کر رہے ہیں کہ اِن کے دور میں مملکت کا رخ بہتر ہوگا اور اندرونی و بیرونی دونوں سطح پر گذشتہ دور کی اُن پالیسیوں میں بنیادی تبدیلیاں کی جائیں گی؛ جو لادین اور مغرب زدہ عناصر کے غلبہ کی وجہ سے اپنائی گئی تھیں — خاص طور پر ایران کے توسیع پسندانہ عزائم کی طرف سے تجاہل اور تساہل کا جو رویہ اپنایا گیا تھا، اُس میں واضح تبدیلی کے آثار تو مساجد کے منبروں سے لے کر جنگ کے میدانوں تک صاف نظر آ رہا ہے۔ **ولعلّ اللّٰہ یحدث بعد ذٰلک امراً** — لوگوں کی زبانوں پر بے ساختہ اس طرح کے جملے آ رہے ہیں کہ ملک سلیمان میں تو ملک فیصل کی جھلک نظر آ رہی ہے، بہر حال اُن کے لئے دعاؤں کا اہتمام ضرور کیا جائے۔

بس اس وقت اِتنا ہی، یہاں کے حالات پر کچھ تفصیل سے الفرقان میں لکھنے کا ارادہ ہے، سب کے لئے دعاؤں کی توفیق مِل رہی ہے اور سب کی دعاؤں کا بے حد محتاج ہوں۔

والسلام۔ سجاد نعمانی۔ من مکہ مکرمہ

(۲۸ ؍ جمادی الآخر ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۷؍ اپریل ۲۰۱۵ء۔ بروز جمعہ)

☆☆☆

محفل (۱۴۴) سورۃ الأنعام (۳)

حضرت مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی

# حشر کا دن، کُفّار کی پیشی اور حسرتناک احوال

## دہلا دینے والے مناظر

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ
كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا
مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ
اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ
يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــــَٔوْنَ
عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ
فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾ بَلْ بَدَا
لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ
لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ
وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا
الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا
جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ
اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ
وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾

# ترجمہ

اور جس دن ہم جمع اُن سب کو کریں گے، پھر اِن شرک کرنے والوں سے کہیں گے کہ کہاں ہیں تمھارے ٹھیرائے ہوئے وہ شریک (۲۲) تو اس وقت ان کا عذر اس کے سوا کچھ نہ ہوگا کہ ''قسم ہمارے پروردگار کی ہم شریک ٹھیرانے والوں میں سے نہ تھے'' (۲۳) ذرا دیکھو کیسا جھوٹ انھوں نے خود اپنے اوپر بولا اور ساری افتراء پردازیاں ان کی ہوا ہو گئیں (۲۴)

اور اِن میں کچھ ہیں جو تمھاری طرف (اے نبی) کان لگاتے ہیں۔ اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈالدئے ہیں کہ مبادا یہ سمجھیں اور ثقل وگرانی ان کے کانوں میں رکھدی ہے۔ اور یہ ساری نشانیاں بھی (صداقت کی) اگر دیکھ لیں تب بھی ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ حد یہ ہے کہ جب تمھارے پاس یہ کافر آتے اور حجت کرتے ہوتے ہیں تو یہاں تک کہہ ڈالتے ہیں کہ یہ (جو کچھ تم قرآن سناتے ہو) یہ بس اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ (۲۵) اور یہ (دوسروں کو بھی) اس سے روکتے ہیں اور خود بھی دور بھاگتے ہیں۔ اور (افسوس) یہ بس اپنے آپ کو ناسمجھی میں تباہ کرتے ہیں اس کے سوا کچھ نہیں (۲۶)

اور جو تم اُس وقت کا منظر دیکھ پاتے جب یہ دوزخ پہ لیجا کے کھڑے کئے جائیں گے، سو کہیں گے کہ کاش ہم لوٹا دئے جائیں، اور پھر ہم اپنے پروردگار کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں سے ہو جائیں (۲۷) لیکن (یہ سب کہنے کو ہوگا) ورنہ (اصل بات یہ ہوگی کہ) جس چیز کو یہ دنیا میں چھپایا کرتے تھے وہ اب (ایک خوفناک حقیقت بن کر) سامنے آ کھڑی ہوئی۔ چنانچہ یہ اگر لوٹا دئے جائیں تب بھی یہ وہی سب کریں گے جس سے منع کئے جاتے تھے، اور یہ بلا شبہ جھوٹے ہیں (۲۸)

کہتے ہیں کہ زندگی بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے اور ہم (مرنے کے بعد) اُٹھائے جانے والے نہیں ہیں (۲۹) کاش کہ تم (وہ منظر) دیکھتے جب یہ اپنے رب کے آگے روکے جائیں گے اور وہ فرمائے گا کیا یہ (تمھاری دوسری زندگی) واقعہ نہیں ہے؟ کہیں گے کہ ہاں، بے شک، قسم ہمارے پروردگار کی! فرمائے گا تو چکھو مزہ اب اپنے کفر وانکار کا (۳۰)

بے شک وہ لوگ تباہ ہوئے جنھوں نے اللہ کے حضور پیشی کو جھٹلایا۔ یہاں تک کہ جب وہ گھڑی یکایک آ پہنچے گی تو کہیں گے کہ ہائے افسوس اس معاملہ میں اپنی کوتاہی پر، اور بوجھ اُٹھائے ہوئے اپنی کفریات کا ہوں گے وہ اپنی پیٹھوں پر۔ سو دیکھو کیسا برا بوجھ ہے جو یہ اُٹھائے

ہوں گے! (۳۱) اور (سمجھ لو کہ) یہ دنیا کی زندگی ایک کھیل تماشہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور آخرت کا گھر بے شک بہتر ان کے لئے ہے جو اللہ کا خوف رکھتے ہیں، کیا سمجھتے نہیں ہو (۳۲)

## مشرکین اور یوم حشر

اوپر کی آخری آیت تھی: ۔۔۔اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (لا ریب کہ ظالموں کو فلاح نہیں میسر ہوگی) اور قرآن وحدیث کی زبان میں ''فلاح'' آخرت کی فلاح وکامیابی ہے۔آج کی آیات میں ان کی اسی محرومی اور خسارہ کا کچھ بیان ہے۔فرمایا گیا ہے ہم جس دن ان سب کو اکٹھا کریں گے اور کہیں گے کہ تمہارے وہ معبود اور سفارشی کدھر ہیں جن کا تم دعویٰ رکھتے اور ہمارے رسول کی بات خاطر میں نہ لاتے تھے، آج تو کوئی بھی نظر نہیں آرہا؟ ارشاد ہورہا ہے کہ: اس سوال پر یہ بغلیں جھانکیں گے اور اس کے سوا کچھ انھیں کہتے نہ بنے گی کہ قسم اپنے پروردگار کی، ہم نے تو کوئی معبود وسفارشی نہیں ٹھیرائے ہوئے تھے (وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴿۲۳﴾) اس پر ارشاد ہے: ذرا دیکھو کیسے خود کو جھٹلانے پر مجبور ہو گئے ہیں اور (وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ﴿۲۴﴾) ساری افتراء پردازیاں اور لن ترانیاں ان کی ہوا ہو گئی ہیں!

## اس انجام کے سبب کی یاددہانی

اللہ کی آخری کتاب (قرآن) نے اپنے مخاطبین پر راہِ ہدایت کھولنے اور حجت تمام کردینے کی کوئی صورت بچا کر نہیں رکھی ہے۔بات ایک دفعہ کہہ کر نہیں چھوڑ دی جاتی، موقع موقع سے انداز بدل کر بار بار دہرائی ہوئی ملتی ہے۔اوپر کی آیت میں فیصلہ کے دن مشرکین کے عبرت انگیز حال ومآل کا تصور دلایا گیا۔اس سے نفسیاتی موقع پیدا ہوتا تھا کہ اس مآل کے سبب کی یاددہانی کردی جائے، جو ابتدائی مخاطبین کے اگر نہیں تو بعد والوں کے کام آسکتی تھی، اور وہ سبب یہ تھا کہ اللہ کے رسول کی بات پر سنجیدگی سے کان نہیں دھرتے تھے۔ بلکہ اگر کان لگاتے بھی تھے تو سمجھنے اور غور کرنے کی نیت سے نہیں ۔ اسی کو فرمایا جارہا ہے: وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ۔۔الاٰیۃ (اور بعض ان میں سے ہیں جو تمہاری طرف کان لگاتے ہیں، اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے چڑھائے ہوئے ہیں کہ سمجھ نہ پاویں اور کانوں میں ان کے بوجھ (ثقلِ سماعت) رکھ دیا ہے۔) یہی بات سورۂ بنی اسرائیل میں ذرا دوسری طرح آئی ہے جس سے مطلب سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔فرمایا گیا ہے:

نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا يَسۡتَمِعُوۡنَ بِهٖۤ اِذۡ يَسۡتَمِعُوۡنَ اِلَيۡكَ وَاِذۡ هُمۡ نَجۡوٰۤى اِذۡ يَقُوۡلُ الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا ﴿۴۷﴾

ہم خوب جانتے ہیں جس غرض سے یہ لوگ اُسے سنتے ہیں جب وہ تیری طرف کان لگاتے ہیں اور جب یہ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم لوگ تو بس ایک سحر زدہ کے پیچھے چل پڑے ہو۔

پس یہاں (زیرِ نظر سورہ میں) اِن لوگوں کے ''کان لگانے'' کا کہنے کے بعد وہ بات چھوڑ دی گئی ہے جو بنی اسرائیل کی آیت میں ہم پڑھتے ہیں یعنی ان لوگوں کی غرض سمجھنا اور غور کرنا نہیں ہوتی تھی بلکہ یہ طے کرنا کہ کیا بات عوام میں اس کے خلاف پھیلائی جائے اور کس طرح اسے بے اثر کیا جائے؟ اور ایسے لوگوں کے لئے اللہ کا صاف قانون ہے کہ ان کے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے۔ اور یہ مہر کا قانون چونکہ اللہ کا ٹھیرایا ہوا قانون ہے اس لئے اس کو اس طرح بھی فرما دیا جاتا ہے کہ اللہ نے مہر لگا دی، ہم نے مہر لگا دی۔ ہم نے پردہ ڈال دیا، ورنہ حقیقت میں یہ نتیجہ لوگوں کے اپنے رویہ کا ہوتا ہے نہ کہ اللہ کی طرف سے کوئی ظلم نہیں۔ اس حقیقت کو ایک جگہ ان الفاظ میں اجاگر کیا گیا ہے کہ

وَمَنۡ يُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الۡهُدٰى وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا ﴿۱۱۵﴾ (النِّسَآء)

اور جو کوئی راہِ ہدایت عیاں ہو جانے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے گا اور مومنین کے راستے کے خلاف کسی اور راستہ کی پیروی کرے گا، تو اسے ہم اس کے اختیار کئے ہوئے راستہ ہی پر چلائیں گے اور جہنم میں اسے پہنچائیں گے۔

اور یہ جسے اللہ کا قانون دینی زبان میں کہا جاتا ہے، عام زبان میں یہی قانونِ فطرت ہے۔ مثلاً ہاتھ پاؤں میں اللہ نے حرکت کی خاص استعداد رکھی ہے۔ لیکن کوئی شخص ان اعضاء کو معطل کر کے ڈال دے تو رفتہ رفتہ یہ استعداد فنا ہو جاتی ہے۔ کان سننے کے لئے بند کر دے تو ایک وقت میں وہ بیکار ہو ہی جاتے ہیں۔ بہرحال یہ انسان کے اپنے فعل بد کے نتیجہ کی ایک تعبیر ہے اور وہ خود ہی اس نتیجہ کا ذمہ دار ہے۔ ایک جگہ بنی اسرائیل کے حق میں آتا ہے: فَلَمَّا زَاغُوۡۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ ؕ (الصَّف ۔ ۵) (جب وہ ٹیڑھے ہوئے تو اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے ہی کر دئے۔)

## یہ ''بعض خاص'' مشرکین؟

آیت میں حوالہ ''بعض'' خاص مشرکین کا ہے، (اور ان میں بعض ہیں جو تیری طرف کان لگاتے ہیں) اور ہونا بھی یہی چاہئے تھا، ایسے کام کچھ ہی لوگوں کے ہوتے ہیں۔ سردارانِ قریش ہی اصل میں اندھی

مخالفت پر کمر بستہ تھے وہی یہ بد بختانہ حرکتیں کرتے ۔ چنانچہ اس بارے میں ایک تفسیری روایت میں ان لوگوں کے نام بھی ملتے ہیں، اور یہ سب اپنی مخالفت میں مشہور لوگ تھے جیسے ولید بن مغیرہ، نضر بن حارث ،اُمیہ اوراُبیؓ بن خلف وغیرہ۔سب کا حال سیرت کی کتابوں میں یہ ملتا ہے کہ جان بوجھ کر بے جا مخالفت پہ کمر باندھے ہوئے تھے۔مخالفت کا اصل باعث ان کی سرداری کا غرّہ تھا کہ قرآن کی بات مان لیں تو پھر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بڑا مانیں،ان کی تابعداری کریں۔پھر تو سرداری تو خاک میں مل گئی۔ چنانچہ، جیسا کہ آیت کے اگلے الفاظ ہیں (وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ) ان کا تو حال یہ ہے کہ وہ تمام قسم کی نشانیاں بھی،جن کا یہ مطالبہ کرتے رہتے ہیں، دیکھ لیں تب بھی ایمان لانے والے یہ نہیں۔اور کیسے یہ ایمان کی توفیق پائیں گے جبکہ ( حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ۔۔۔) حد یہ کہ تمہارے پاس (اے نبی) یہ آتے ہیں تو تم سے بحث میں ان کا کہنا ہوتا ہے کہ ’’یہ جو کچھ تم قرآن سناتے ہو یہ سوائے پرانی قصہ کہانیوں کے اور کیا ہے؟ ‘‘اور یہ بے توفیقی کی انتہا کے سوا کیا ہے کہ قرآن کو کوئی ’’پرانے زمانہ کی قصہ کہانی‘‘ (اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۝۲۵) گردانے، اوراس میں اپنے خالق کی ہستی کا تعارف، اس کی دی ہوئی موجودہ زندگی کی حقیقت کا بیان اور آنے والی زندگی کے سلسلہ کی آگاہی پر مبنی حکمت پارے اس کے لئے بے معنیٰ ہوں؟ مزید برآن (وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــَٔوْنَ عَنْهُ ) وہ خود ہی اس نعمت سے محروم رہنے کا تہیہ کئے نہ ہو بلکہ دوسروں کو بھی دور رکھنے میں کوشاں ہو! فرمایا: ان دشمنانِ حق کو احساس نہیں کہ اس رویہ سے وہ اور کچھ نہیں صرف اپنے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں (وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ۝۲۶)

## حشر کا ایک اور منظر

حشر کا ایک منظر گزر چکا، اب ایک اس کے اور آگے کا، کہ کسی کے اندر کچھ گنجائش سمجھنے کی ہو تو وہ بچاؤ کی راہ لے لے۔فرمایا جارہا ہے(:وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ۔۔۔۔) اوراگر تم ان کو اس وقت دیکھ پاؤ جب یہ دوزخ پہ لیجا کے کھڑے کئے جائیں گے۔تب یہ کہیں گے: اے کاش ہم واپس بھیجدیئے جائیں تو پھر اپنے رب کی آیات کی تکذیب ہم نہ کریں اور ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔‘‘اس وقت کی ہولناکی کا جو یہ اُلٹا گھمادینے والا اثر ظالموں پر ہوگا، تو ظاہر ہے وہ کیسی ہولناکی ہوگی! اس کے ناقابلِ بیان ہونے ہی کا اظہار ’’اگر تم اس وقت ان کو دیکھ پاؤ۔۔‘‘ کے نامکمل جملے سے ہو رہا ہے۔ (یعنی یہ الفاظ میں لے آنے والی بات نہیں کہ وہ منظر جب یہ دوزخ پہ لیجا کے کھڑے کئے جائیں گے تمھیں کیسا لگے گا۔اس کی ہولناکی کو بس اس سے سمجھ لو کہ یہ زباں دراز جو یہاں تک کہنے سے نہ گھبراتے تھے کہ ’’اگر یہ قرآن تیری طرف سے آئی ہوئی

سچائی ہے (اور ہم سچ کو جھٹلا رہے ہیں) تو۔۔۔۔فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۳۲﴾ "۔اے پروردگار ہم پر آسمان سے پتھر برسایا اور کوئی دردناک عذاب لے آ (الانفال )۔ یہ اس وقت ساری لن ترانی بھول جائیں گے۔اور بالکل ایک دوسری ہی زبان بولتے نظر آئیں گے۔

آگے ارشاد ہوا: بَلْ بَدَا لَهُم مَّا كَانُوا يُخْفُونَ مِن قَبْلُ ۖ "۔مگر، یہ بس زبان سے بے اختیار نکلنے والی بات ہوگی، ارادہ کی سچائی اس میں نہیں ہوگی ۔ بات بس اتنی ہے کہ قرآن جن حقائق کو کھول کھول بیان کرتا تھا یہ محض اپنی ہٹ دھرمی کی دیواروں سے ان حقائق کو اپنے آپ سے چھپاتے اور انکار کرتے تھے، یہاں وہ حقائق بے پردہ ہو گئے اور معلوم ہو گیا کہ دوزخ ہے، اور ایسی ہی ہے جیسی بتائی گئی تھی۔بس اس سے بدحواس ہو کر یہ اقرار زبان پر آرہا ہوگا۔لیکن (وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۲۸﴾) جو کہیں انھیں لوٹا یا گیا تو یہ پھر وہی سب کریں گے جس سے منع کیا جاتا تھا۔اور کوئی شبہ نہیں کہ یہ اس وقت جھوٹ بول رہے ہوں گے۔

## تیسرا اور آخری منظر

قرآنِ پاک،توحید کے بعد جس حقیقت کے بیان سے بھرا ہوا ہے وہ آخرت ہے،یعنی اعمال کی جزا وسزا والی زندگی۔اوران کفار کو جس طرح توحید ہضم نہیں ہوتی تھی یہی معاملہ آخرت کا بھی تھا۔جبکہ توحید کی طرح اسکے حق میں بھی عین تقاضائے فطرت ہونے کے شواہد ودلائل ہر طرف سے امنڈے چلے آتے تھے۔پس یہاں انکارِ آخرت کے سلسلہ کا بھی ان کا ایک بہت ہی قطعی انداز کا بیان نقل فرمایا جارہا ہے: وَقَالُوا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿۲۹﴾ (ہماری زندگی تو بس یہ دنیا ہی کی زندگی ہے اور مرکر ہمیں پھر نہیں زندہ، ہونا) ''میں نہ مانوں'' کا رویہ دلائلِ فطرت کا منہ چڑانے کا مصداق تھا۔پس بتایا جارہا ہے حشر کے دن جب وہ مرحلہ آئے گا کہ یہ اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑے کئے جائیں گے اور ان سے سوال فرمایا جائے گا کہ کیا یہ تمہاری دوسری زندگی، جس کا تم قطعیت سے انکار کرتے تھے،حق اور واقعہ نہیں نکلی؟ کہیں گے: بے شک، قسم پروردگار کی، ایسا ہی ہے۔فرمایا جائے گا: ''فَذُوقُوا العَذابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكفُرونَ'' تو پھر اب بھگتو اپنے کفر وانکار کا عذاب۔

پھر ان کے اس انجام پر ارشاد ہوا ہے، جس میں دوسروں کیلئے عبرت کا سامان ہے،: قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ ۔۔۔تباہ ان لوگوں نے کر لیا اپنے آپ کو جنھوں نے اللہ کی ملاقات کی بات کو جھٹلایا، حتیٰ کہ جب ملاقات کی گھڑی یکا یک آپہنچے تو بایں حال کہ کمر پہ اپنے بوجھ اُٹھائے ہوئے ہیں، کہہ رہے ہوں کہ افسو

س اس معاملہ میں ہماری کوتاہی پر۔اور کمر پہ لدے اس بوجھ کے بارے میں فرمایا گیا: اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ۝۳۱ (دیکھو کہ کیسا برا بوجھ ہے جو یہ لادے ہوئے ہیں!) یہ ان کے کافرانہ اعمال کو ''کمر پر لدے بوجھ'' سے تعبیر فرما کر حشر میں ان کی رسوائی اور بدحالی کا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے۔اعاذنا اللّٰہ منھا۔

## دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی

یہ دنیوی زندگی کی عارضی لذتوں، منفعتوں اور عزت واقتدار کا فریب ہوتا ہے جو انسان پر آخرت کا تصور بھاری کر دیتا ہے، کہ اس کے ساتھ پابندیاں آتی ہیں۔کفار کے اس کافرانہ رویہ کی جڑ، جس کا ذکر چلا آرہا ہے، یہی تھی۔اور یہی چیز ہم جیسے کمزور ایمان والوں کے ایمانی راہ پر ثابت قدم نہ رہ پانے اور گناہوں پر مائل ہو جانے کا باعث بنتی ہے۔اس کے بارے میں انسان کی آنکھیں کھولنے کے لئے فرمایا جارہا ہے کہ: وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ ط وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ط! (دنیوی زندگی کو انسان اگر بے مہار لذت کوشی اور عزت واقتدار پرستی کی نذر کرے تو اس زندگی کی حیثیت چند روزہ ''لہولعب'' سے زیادہ کچھ نہیں رہتی، کہ لہو ولعب کے عرصہ کی طرح یہ بھی ایک چند روز کے مزے کی چیز رہ جاتی ہے۔جبکہ اس کے مقابلہ میں آخرت کی زندگی، جو دنیوی زندگی کو اللہ کا خوف رکھ کر اور آخرت کی ''کھیتی'' کا عرصہ جان کر گزارنیوالوں کے حصہ میں آئے گی، ابدی راحت ولذّت اور عزت وعظمت کی زندگی ہوگی۔

یہ دنیوی زندگی کو جو ''لہو ولعب'' (کھیل تماشہ) بتایا جارہا ہے یہ اس زندگی کے کافرانہ نقطۂ نظر کے اعتبار سے ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے تفسیری روایت میں بھی آتا ہے: **ھٰذِہٖ حیوۃ الکافر**۔۔ (قرطبی)۔ورنہ ایمانی نقطۂ نظر سے اس کی حیثیت، حدیث کی زبان میں ''مزرعۃُ الآخرۃ'' (آخرت کی کھیتی) کی ہے۔یعنی سنجیدگی اور احتیاط سے گزارنے والی زندگی۔اور یہ جتنی بھی میسّر آئے نعمت ہے۔

☆☆☆

حضرت مولانا ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم
ترتیب وپیشکش:

# رمضان المبارک
# مغفرت کا مہینہ

الحمد للّٰہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امّا بعد

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ (البقرۃ: ۱۸۳)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۸۲﴾

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی اٰل سیدنا محمد و بارک و سلم

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی اٰل سیدنا محمد و بارک و سلم

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی اٰل سیدنا محمد و بارک و سلم

## ربّ العالمین کا مؤمنین سے براہِ راست خطاب

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اے ایمان والو!) ان الفاظ کے ساتھ اللہ رب العزت نے امت کے مؤمنین کو مخاطب فرمایا، یہ اللہ تعالیٰ کا مؤمنین سے براہِ راست خطاب ہے، اس میں مؤمنین کی عزت افزائی ہے، اس کی مثال یوں سمجھیں کہ اگر کوئی بادشاہ کسی بھنگی کو بلا کر خود کوئی کام بتا دے تو اس بھنگی کے لیے یہ بڑی عزت کی بات ہوتی ہے کہ بادشاہ سلامت نے خود مجھے یہ کہا ورنہ تو بادشاہ کے حکم پہنچانے کے لیے افسران کی ایک تعداد تھی، اسی طرح اللہ رب العزت اپنا یہ حکم نبیؑ کے واسطے سے ہم تک پہنچا سکتے تھے، مگر اللہ رب العزت کا براہِ راست خطاب فرما کر کہنا ہمارے لیے عزت افزائی ہے، بھنگی کی تو پھر بھی حیثیت ہے بادشاہ

کے سامنے ، ہماری تو اللہ تعالی کے سامنے وہ حیثیت بھی نہیں، ہم تو اس کے بندے ہیں ،اس کی مخلوق ہے، کہاں اس ربِ ذوالجلال کا مقام اور کہاں ہم فقیروں کی یہ بات کہ اللہ رب العزت نے ہمیں براہِ راست خطاب فرمایا، اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو توراۃ میں چند مرتبہ مخاطب فرمایا، اس بات پر یہودی اتنے خوش تھے، اتنے خوش تھے کہ کہا کرتے تھے نَحۡنُ اَبۡنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ ہم اللہ تعالی کے بیٹے اور اس کے بڑے ہی محبوب بندے ہیں کہ اس نے براہِ راست ہم سے کلام فرمایا، یہ چیز ان کے لیے اتنے فخر کا باعث بن گئی کہ وہ کہنے لگے ہم جو بھی کریں لَنۡ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدَةً ؕ اب جہنم کی آگ ہمیں بس تھوڑی دیر عذاب دے گی ''کاروائی تو ضابطے کی کاروائی'' ہم اللہ تعالی کے اتنے مقرب بندے ہیں، ان لوگوں کو ایک مرتبہ خطاب فرمانے سے انہوں نے اتنی عزت اپنی سمجھی تو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اٹھاسی مرتبہ ی یٰۤاَیُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا کے الفاظ کے ساتھ ایمان والوں کو مخاطب فرمایا تو یہ ہمارے لیے کتنی عزت افزائی کی بات ہے؟ اس لیے حضرت عباس ؓ اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے کہ جب تم قرآنِ مجید کی تلاوت کے دوران یٰۤاَیُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا کے لفظ پر پہنچوں تو ذرا سنبھل کر بیٹھ جاؤ کہ اب مالک الملک براہِ راست تمہیں حکم دے رہے ہیں، تو اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالی براہِ راست حکم فرمارہے ہیں، کیا حکم دے رہے ہیں؟

## روزے کے حکم کے ساتھ تسلی کے الفاظ

كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ کہ اے ایمان والو! تمہارے اوپر روزوں کو فرض کر دیا گیا، یہ حکمِ خداوندی ہے، ہم کو ایک کام کا حکم عطا کیا جارہا ہے، اگر اتنی بات کہدی جاتی تو بات مکمل ہوجاتی کہ اے ایمان والو! تمہارے اوپر روزوں کو فرض کر دیا گیا، مگر انسان کمزور ہے، لوگ گھبرا جاتے کہ شاید اللہ رب العزت نے ناراض ہوکر ہمارے اوپر پابندیاں لگادیں، آج ایسا ہی ہوتا ہے نا! حاکم ناراض ہوتا ہے تو وہ پابندیاں لگاتا ہے، دنیا کے مالک ناراض ہوتے ہیں تو وہ پابندیاں لگاتے ہیں، خاوند ناراض ہوتا ہے تو بیوی پر پابندیاں لگاتا ہے حتیٰ کہ وہ باپ کے گھر بھی نہیں جاسکتی، تو یہ ایک انسان کا ذہن ہے کہ جہاں ناراض ہوگا وہاں پابندی، اب تم ملنے نہیں آسکتے، تم مجھ سے بات نہیں کر سکتے، تم مجھ سے کلام نہیں کر سکتے، تو اگر یہ پابندی لگادی جاتی کہ تم پر روزے فرض کیے گئے، تم دن میں کھا بھی نہیں سکتے پی بھی نہیں سکتے، اپنی بیوی سے مل بھی نہیں سکتے، تو ایمان والوں کو اس سے دکھ ہوتا، ذہن میں یہ خیال آتا کہ شاید اللہ تعالی ہم سے کسی وجہ سے ناراض ہوگئے ہیں، تو اللہ تعالی نے شفقت فرماتے ہوئے ان کو تسلی دے دی اور ارشاد فرمادیا كَمَا كُتِبَ عَلَى

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ جیسا کہ تم سے پہلے والوں پر بھی یہ فرض روزے عائد کیے گئے تھے، اب جب بندہ یہ سنتا ہے کہ یہ روزے پہلی امتوں پر بھی فرض تھے اور یہ اس عبادت کی continuation (تسلسل) ہے تو دل کو تسلی ہوجاتی ہے کہ ناراض ہوکر یہ حکم نہیں دیا بلکہ کسی فائدے کے سبب سے یہ حکم دیا، تو اب دیکھیے کہ حسن کلام کے ساتھ ہی تسلی کی بھی بات کردی، ایک تو براہ راست محبت کا خطاب فرمایا یَآیُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور پھر كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ کے الفاظ سے حکم سنادیا مگر ساتھ ہی تسلی بھی دے دی کہ یہ تم سے پہلے والوں پر بھی فرض تھے ہم نے تم پر بھی فرض کردیے، تو گویا یہ اللہ تعالی کی عبادت ہے جو انسانیت پہلے سے کرتی چلی آرہی ہے۔

## محنت تھوڑی اجر زیادہ

پہلے یہ عبادت اتنی کامل نہیں ہوتی تھی، اس امت کو کامل عبادت ملی، پہلی امتوں کے روزے بڑے سخت ہوتے تھے، نہ دن میں کھا سکتے تھے نہ رات میں کھا پاتے تھے، حضرت داؤدؑ سال کے چھ مہینے روزے رکھتے تھے، ایک دن روزہ ایک دن افطار، ایک دن روزہ ایک دن افطار، اس کو صومِ داوٗدی کہتے ہیں ، عیسائیوں پر دو مہنوں کے روزے، یہودیوں پر چالیس دن کے روزے، حضرت موسیٰؑ کوہِ طور پر گئے تو انہوں نے چالیس دن روزے رکھے، اس امت کو تیس روزے اور وہ بھی صبح طلوعِ صادق سے لیکر غروبِ آفتاب تک ، اور مزے کی بات یہ کہ ان تیس روزوں کے بعد جو شوال کے چھ روزے ہیں وہ سنت بنالیے تو چھتیس ہوگئے اور فرمایا مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا کہ جو ایک نیکی لائے گا تو دس گنا اجر ملے گا، تو چھتیس روزوں کو دس سے ضرب دو تو بنیں گے تین سو ساٹھ، (36 x 10 =360) تو گویا ان روزوں کے ذریعہ اللہ تعالی نے امتِ محمدیہ کے مؤمنوں کو پورا سال روزہ دار رہنے کا ثواب عطا فرمایا، اس کو کہتے ہیں محنت تھوڑی اجر زیادہ۔

چنانچہ ایک حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قومِ یہود سے فرمایا کہ تمہاری مثال ان لوگوں کی ہے جو فجر سے لیکر ظہر تک محنت مزدوری کریں اور ان کو ان کی مزدوری مل جائے، فرض کرو ایک قیراط ان کو مزدوری مل جائے، پھر قومِ نصاریٰ کے بارے میں فرمایا کہ ان کی مثال ایسی کہ ظہر سے لیکر عصر تک محنت ومزدوری کریں- یہ تھوڑا وقت ہوتا ہے- اور ان کو بھی ایک قیراط مل جائے، اور فرمایا کہ اس امت کی مثال ایسی کہ عصر سے مغرب کا وقت- جو بہت تھوڑا ہوتا ہے- محنت کرو اور اس پر تمہیں دو قیراط ثواب مل جائے گا، ایسا کیوں؟ آپ نے فیکٹریوں میں دیکھا ہوگا کہ ایک مزدور اگر آٹھ گھنٹے کام کرتا ہے نا تو اس کو تنخواہ ملتی ہے، لیکن جب آٹھ گھنٹوں سے زیادہ کام کرتا ہے نا جسے over time کہتے ہیں تو انہیں بڑی فیکٹریوں میں

ڈبل تنخواہ مل جاتی ہے، اب وہ ایک گھنٹا کام کرے گا اور اسے دو گھنٹے کا اجر ملے گا، تو تاریخِ انسانیت میں اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ کو over time عبادت کرنے کا ثواب عطا فرمایا۔ چنانچہ نبیؐ نے فرمایا کہ پہلی امتوں کو لمبی عمریں دی گئیں، حضرتِ نوحؑ نے نوسوسال سے زیادہ عمر پائی، بعض لوگ قیامت کے دن چار سوسال کی عبادت لیکر آئیں گے، بعض پانچ سوسال کی عبادت لائیں گے، حتیٰ کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک عورت اپنے زمانے کے نبیؐ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی میرے بچے بچپن یا لڑکپن میں فوت ہوجاتے ہیں تو مجھے کوئی دعا بتائیں، انہوں نے کہا کتنی عمر میں فوت ہوتے ہیں؟ کہنے لگی کوئی دوسو سال کا ہوکر مرجاتا ہے کوئی تین سوسال کا ہوکر مرجاتا ہے تو انہوں نے کہا: اللہ کی بندی ایک وقت ایسا آئے گا کہ اس میں انسانوں کی عمریں ہی سوسال سے کم ہوگی، وہ بڑی حیران ہوگئی اور پوچھنے لگی اے اللہ کے نبی اگر ان کی عمریں ہی سوسال سے تھوڑی ہوگی تو کیا وہ بیاہ شادی کریں گے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں وہ گھر بھی بنائیں گے اور بیاہ شادی بھی کریں گے، یہ سن کر اس عورت نے ٹھنڈی سانس لی، انہوں نے پوچھا: ٹھنڈی سانس کیوں لی؟ تو کہنے لگی اگر میں اس زمانے میں ہوتی جس میں عمریں ہی سوسال کی ہوتی ہیں تو میں اتنا وقفہ ایک سجدے میں ہی گذار دیتی تو اس امت کی عمریں چھوٹی ہیں، نبیؐ نے فرمایا میری امت کی عمریں بین ستین و سبعین ساٹھ ستر کے درمیان ہوں گی، کیا مطلب؟ ایسا بھی ہوگا کہ بچہ پیدا ہوا اور فوت ہوگیا اور ایسا بھی ہوگا کہ سوسال سے اوپر جاکر فوت ہوگا، لیکن جب gross average نکالیں گے، اوسط نکالیں گے تو وہ ساٹھ ستر ہی بنے گی اور آج کل آپ دیکھ بھی رہے ہیں کہ یہی ساٹھ ستر کی اوسط چل رہی ہے۔

## اس امت کے ساتھ رحمت والا معاملہ

صحابۂ کرام کو بڑا افسوس ہوا کہ پہلی امتوں کے لوگ پانچ پانچ سوسال کی عبادتیں لائیں گے اور ہماری تو عمریں ہی چھوٹی ہیں تو ہم تو ان کے مقابلہ میں بہت تھوڑی عبادت لیکر آئیں گے تو ان کے غم کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمادی جسمیں فرمایا کہ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی رات عطا فرمائی کہ جس کی عبادت ہزار مہینوں سے بھی زیادہ فضیلت رکھتی ہے، وہ لیلۃ القدر ہے، اس امت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا بڑا رحمت والا معاملہ ہے، دیکھیے نا دفتروں میں جو عملہ کام کرنے والا ہوتا ہے نا وہ افسر کے موڈ سے اندازہ لگا لیتا ہے کہ یہ کام کرنے کے موڈ میں ہے یا نہیں، انہیں تو پتہ چل جاتا ہے کہ افسر نے تیرا کام کردینا ہے یا افسر نے تیرا کوئی کام نہیں کرنا، تو اس کے انداز سے اس کے طور طریقے سے پتہ چل جاتا ہے کہ اسے

کرنا کیا ہے؟ تو اسی طرح امت کو پتہ چل گیا کہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ کیا ہے؟ چنانچہ حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس امت کو عذاب دینا چاہتے تو نہ اس کو رمضان کا مہینہ عطا فرماتے نہ سورۂ اخلاص عطا فرماتے ، یہ دو ایسی نعمتیں ہیں جن کو دیکھ کر پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو عذاب نہیں دینا چاہتے ہیں، آپ اپنے گھر میں بڑا دروازہ کہاں رکھواتے ہوں، جدھر سے زیادہ مہمانوں کو لانے کا پروگرام ہو اور گھر کے پیچھے ایک چھوٹا سا دروازہ ہوتا ہے گھر والوں اور بچوں کے لیے، اس چھوٹے دروازے سے مستورات آتی جاتی رہتی ہیں، اور جو مین گیٹ ہوتے ہیں وہاں سے مہمان اور سارے لوگ آتے ہیں، آگے مہمان خانہ بنا ہوتا ہے، تو دستور یہ ہے کہ اُدھر زیادہ capacity (جگہ) رکھی جاتی ہے جدھر زیادہ لوگوں کو لے جانا ہو، اب دیکھیے قرآنِ مجید میں ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں اور حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں، تو جہنم میں جانے والوں کی سات لائنیں لگیں گی اور جنت میں جانے والوں کی آٹھ لائنیں، تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ بندوں کو عذاب دینے کا نہیں بلکہ ثواب دینے کا ہے کہ بندوں تم جاؤ میں نے تمہارے لیے جنت بنائی ہے، اور رمضان المبارک میں تو اس کو بہت آسان بنا دیا، چنانچہ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ جب رمضان المبارک آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ اے فرشتو! تم جاؤ اور جو بڑے بڑے سرکش شیاطین ہیں ان کو قید کردو تا کہ وہ امتِ محمدیہ کے روزوں کو خراب نہ کرسکیں، تو شیطانوں کے جو سرغنے ہوتے ہیں ان کو فرشتے باندھ دیتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر رمضان میں بھی ہم نہیں سُدھرتے تو ہمارے لیے چھوٹے چھوٹے ہی کافی ہیں جو کچھ شیطان کی شکل میں اور کچھ انسانوں کی شکل میں ہیں، کہتے ہیں کہ شیطان کو کسی نے فارغ بیٹھے دیکھا تو اس نے پوچھا او بدبخت! تو تو بڑا دشمن ہے، تو فارغ کیسا؟ اس نے کہا اب انسانوں میں سے میرے نمائندے بہت سارے ہو گئے اور میری زیادہ ضرورت نہیں رہی، یہ بگڑا ہوا جو نفس ہوتا ہے نا وہ شیطان سے بھی زیادہ برا ہوتا ہے۔ تو دیکھیے اس امت پر اللہ رب العزت نے کس طرح رحمت فرمائی، اب ذرا غور کیجیے کہ شیطانوں کو اللہ تعالیٰ نے بندھوا دیا، یہ تو ایسا ہی ہوا نا کہ اگر دو بندوں میں لڑائی ہو جائے تو جس کو ان میں سے ایک سے خوب محبت ہوتی ہے وہ دوسرے بندے کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ میرے اس پیارے کو کچھ تکلیف نہ پہنچا سکے تو اللہ رب العزت نے بھی شیاطین کو تو بندھوا دیا کہ چل بھئی تم تو ایک طرف ہو جاؤ اور پھر امتِ محمدیہ پر روزوں کو فرض فرما دیا۔

## روزے پر اللہ کا عظیم الشان انعام

اب روزوں کو فرض فرمانے کے بعد ہوا کیا، حکمت دیکھو! حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ روزہ دار

بندہ جب روزے سے ہوتا ہے تو اس کے لیے بلوں کے اندر چونٹیاں، ہوا کے میں پرندے اور سمندر کے پانی میں مچھلیاں بھی مغفرت کی دعائیں کررہی ہوتی ہیں، اب دیکھو مؤمن نے روزہ رکھا، اس کے لیے چونٹیاں بھی دعائیں کررہی ہیں، پرندے بھی دعائیں کررہے ہیں، مچھلیاں بھی دعائیں کررہی ہیں، ساری مخلوق کو دعاؤں میں لگادیا، واہ میرے مولیٰ بخشش کے بہانے دیکھیے! شیطان کو قید کردیا اپنی مخلوق کو دعاؤں میں لگادیا، اب اس بندے کو یہ حکم دیا کہ اگر تم دن کے وقت میں کھانے پینے اور بیوی کے میل ملاپ سے بچوگے یعنی روزہ رکھوگے تو فرمایا کہ جب افطاری کا وقت ہوگا تو تم جو بھی دعا مانگوگے، ہم تمہاری دعا کو قبول کریں گے، ایک بلینک چیک دے دیا، اب یوں سوچیں کہ ایک بندے کو تیس چیک دیدیے جائیں اور اس سے کہا جائے کہ جو amount (رقم) اس میں لکھوگے وہ تمہارے account (کھاتہ) میں transfer (منتقل) کی جائے گی، وہ اگر عقلمند ہو تو وہ جتنی بڑی رقم لکھ سکتا ہے لکھ دے گا، کوئی ایسا بندہ ہوگا جو ایسے blank (خالی) چیک ہی جمع کرائے؟ اگر کوئی ایسا کرے گا تو اس کو سب بیوقوف کہیں گے، اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں تیس دن جو رمضان کے دیے تو تیس دن ہمارا ایک چیک اللہ تعالی کے یہاں جمع ہوتا ہے اور اس چیک پر نیکیوں کے amount ہم لکھتے ہیں، ہم نے دیکھا ہے کہ کمپنی کا کوئی بڑا ڈائریکٹر ہوتا ہے تو اپنے general manager (ناظم عمومی) کو چیک بک ہی دے کر جاتا ہے، کہ یہ چیک بک ہے ضرورت پڑے تو بینک سے پیسے لے لینا، یوں سمجھیے کہ اللہ رب العزت نے امت محمدیہ کے روزے داروں کو تیس چیک عطا فرمادیے۔

دیکھیے نا! ہم اپنے گھر کسی مزدور کو لیکر آئے - بات ذرا سمجھنے کی کوشش فرمائیں، اور وہ سات آٹھ گھنٹے کام کرے تو ہمارے اندر تھوڑی سی بھی خیر ہو تو ہمارا دل نہیں چاہے گا کہ اسے بغیر مزدوری دیے جھڑک کر واپس کردیں، حالانکہ ہمارے اندر حسد ہے، بغض ہے، کینہ ہے تکبر ہے، کنجوسی ہے، سو طرح کی بیماری ہے، ہمارے وسائل بھی محدود ہیں، لیکن اگر ہم الیکٹریشن کو لائیں اور اس نے کام کیا، تو ہم کہیں گے یار اس نے کام کیا، اس کو دے کر بھیجو، سو پچاس تو دیکر ہی بھیجیں گے، اور جو زیادہ امیر لوگ ہوں گے وہ پھر سو پچاس طے نہیں کرتے، کہتے ہیں بھئی تم کام کردو پھر ہم تمہیں انعام دے دیں گے، وہ سو پچاس نہیں دیتے، وہ کام کو دیکھ کر خوش ہوکر پانچسو دیں گے یا ہزار دیں گے، اللہ رب العزت نے بھی یہی معاملہ کیا کہ میرے بندوں روزہ تو آپ رکھوگے لیکن روزے کا اجر میں طے نہیں کرتا، میں تمہیں چیک بک دے دیتا ہوں اب افطاری کے

وقت جتنا چاہو مانگو، میں پروردگار تمہاری ہر دعا کو قبول کرلوں گا، یہ روزہ وہ مزدوری ہے کہ اس کی مزدوری بندے کو منہ مانگی ملتی ہے، اس لیے حدیث پاک میں آتا ہے افطاری کے وقت دعا قبول ہوتی ہے، حدیثِ پاک میں آتا ہے روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں **فرحة عند الافطار** جب روزہ افطار کرتا ہے تو اللہ اس کو خوشی دیتے ہیں کہ اس کا دل خوش ہوجاتا ہے، اب یہ مانگنا تو ہمارے اپنے اختیار میں ہے، جتنا مانگے، میں اسی بات کو دوسرے طریقے سے بیان کرتا ہوں: اگر کوئی ولی آپ لوگوں کو بتائے کہ یہ بڑا قبولیتِ دعا کا وقت ہے، مانگو دعا قبول ہوگی تو آپ کیسے مانگے گے، ایک سیکینڈ بھی اپنا ضائع نہیں کریں گے، رو رو کے اپنے سارے مسئلے اللہ کے سامنے بیان کریں گے، مشکلات، پریشانیاں، اور کہیں گے اللہ بس میری زندگی کو سنوار دیجیے، اب سوچیے کہ اگر ایک ولی کے بتانے پر آپ اتنے شوق ذوق سے دعائیں مانگتے ہوں تو یہاں تو ولیوں کے سردار، انبیا کے سردار، ملائکہ کے سردار اور اللہ رب العزت کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے ہیں کہ روزہ دار آدمی افطار کے وقت جو دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں، جیسے بندے سے غلطی ہوجائے تو وہ کہتا ہے بس ایک چانس اور دے دے، بس یوں سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحمت فرمائی، ہمیں اپنی زندگی میں اپنے گناہوں کو بخشوانے کا ایک موقع اور عطا فرمایا۔

## رمضان کا موقع ضائع ہونا بڑی بدبختی کی بات ہے

اب دیکھیے شیطان کو قید کردیا، چیونٹیاں، پرندے، مچھلیاں سب کو دعا میں لگادیا، بندے کو بتادیا تم جو مانگوں گے مل جائے گا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ خیر کا ہے، وہ بخشنے کے بہانے بنا رہے ہیں، اب اتنا کچھ کرنے کے باوجود بھی اگر کوئی نہ مانگے تو پھر غصہ آتا ہے یا نہیں آتا؟ جس کو اتنا سب موقع دیا جائے اور پھر بھی وہ نہ مانگے تو غصہ بھی بہت آتا ہے، اب میری بات کو توجہ سے سنا میں بات کو مکمل کرنے لگا ہوں، ماں کے اندر اللہ نے شفقت رکھی ہوتی ہے، محبت رکھی ہوتی ہے، بچے بدتمیزی کرلیں، بے ادبی کرلیں، ماں کا دل دکھا دیں ماں پریشان ہوجائے گی، رولے گی، بددعا نہیں دے گی، کیوں؟ اس محبت کی وجہ سے جو ماں کے دل میں ہے، اس کا دل ہی نہیں چاہتا کہ وہ بددعا دیں، اور اگر کوئی اس کے سامنے اس کے بچے کو بددعا دے، تو ماں برداشت نہیں کرے گی، خود ناراض ہے، خود خفا ہے، مگر بچے کے لیے بددعا برداشت نہیں کرسکے گی، کہے گی آپ نے میرے بچے کو بددعا دی ہی کیوں؟ ایسا ہی دستور ہے نا؟ اگر ایسا دستور ہے تو ذرا توجہ سے سنیے! حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام منبر سے نیچے تشریف لا رہے تھے، آپ نے آمین

پڑھی۔ میں حدیث کا مختصر حصہ جو مضمون سے متعلق ہے وہ عرض کر دیتا ہوں۔ صحابۂ کرامؓ نے فرمایا: اے اللہ کے نبی آج آپ نے یہ کیا فرمایا؟ تو فرمایا جب میں نے قدم رکھا تو جبریل امین میرے پاس آئے اور انہوں نے بدعا دی کہ برباد ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی بخشش نہ کروائی، یہ بدعا جبریلؑ نے دی اور یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ فرشتے کوئی کام خود نہیں کرتے، قرآن مجید میں ہے لَّا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ کہ فرشتے کوئی کام خود نہیں کرتے، وہی کرتے ہیں جو حکم دیا جاتا ہے، اس کا مطلب ہے جبریلؑ آئے نہیں تھے بلکہ اللہ کی طرف سے بھیجے گئے تھے، تو انہوں نے آکر یہ بددعا دی کہ برباد ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی بخشش نہ کروائی، اب اس بدعا کو سن کے۔ نبیؐ کو امت پر کتنی شفقت تھی؟ رات کو سجدے میں روتے تھے، غار میں روتے، تھے دعائیں مانگتے تھے، تو آپ بدعا سنتے تو کہتے جبریل! بددعا مت کیجیے، مگر نہیں، حدیث میں آتا ہے کہ حضرت جبریلؑ نے بددعا دی اور۔ نبیؐ نے فرمایا: آمین۔

اب ذرا سمجھیے کہ اللہ تعالیٰ نے بخشش کی انتہا کر دی کہ اے میرے بندے میں شیطانوں کو بندھوا رہا ہوں، میں تمہارے لیے مچھلیوں کو، پرندوں کو دعاؤں پے لگا رہوں، اور میں تمہیں اختیار دے رہا ہوں کہ جو روزہ رکھ کر مانگوں گے میں تمہیں دوں گا، پھر بھی اگر تم میری طرف متوجہ نہیں ہوتے تو اس کا مطلب ہے تم پرلے درجہ کے بدبخت ہو اور تمہاری بدبختی میں کوئی شک نہیں، اب جبریلؑ آئے اور فرمایا؛ برباد ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی بخشش نہ کروائی اور اللہ کے نبی نے آمین کہہ کر اس پر مہر لگا دی، تو رمضان کے بعد کا دن یا تو ہمارے لیے ''عید'' ہوگا یا ''وعید'' ہوگا، عید کا مطلب ہوتا ہے خوشی کا دن اور وعید کا مطلب ہوتا ہے بندے کے لیے سزا کا دن، جن کی بخشش ہوگئی ان کی تو عید ہوگئی اور جن کی بخشش نہ ہوئی ان کے لیے وعید ہوگئی۔

## اپنی زندگی کو بدل لیجیے

اب یہ رمضان نیک بندے اور غافل بندے کے درمیان علحیدگی کرنے آیا ہے، کچھ بندے وہ ہیں جو اس مہینے میں زندگی کو بدلیں گے، حقوق العباد پورے کریں گے، حقوق اللہ پورے کریں گے، پچھلے گناہوں کی معافی مانگیں گے، زندگی کے رخ کو بدلیں گے، یہ وہ ہوں گے جو اللہ کی رحمتوں سے حصہ پانے والے ہوں گے، اور کچھ ایسے بھی ہوں گے کہ جو زندگی کی روٹین تھی ویسی ہی رکھیں گے، ایسے لوگ اپنی

پیشانی پر بدبختی کی مہر لگوا رہے ہیں، اپنے جہنم میں جانے کا راستہ ہموار کر رہے ہیں، لہذا رمضان المبارک کے اس مہینہ میں ہمیں اپنی زندگی کے بارے میں فکر مند ہو جانا چاہیے، اللہ رب العزت جب معاف کرنے پر آمادہ ہے، بخشش پے آمادہ ہے تو ہمیں اپنی بخشش کروانی چاہیے، اہتمام سے روزہ رکھیں اور اس کے آداب اور شرائط کو پورا کرنے کی کوشش کریں، عبادت کریں اور اپنے اللہ سے خوب مانگے، یہ مانگنے کا مہینہ، بخشش کا مہینہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کا مہینہ ہے۔

## جنت کی سیل

آپ نے دیکھا ہوگا کہ دنیا میں سیل لگ جاتی ہے، جوتوں کی سیل، کپڑوں کی سیل، فلاں چیز کی سیل اور کوئی اس کا نام رکھتا ہے لوٹ سیل کوئی رکھتا ہے میگا سیل، یہ سیل کیا بلا ہے بھائی؟ جب مال نکالنا ہوتا ہے نا تو سیل لگاتے ہیں، بڑی قیمتی چیزیں تھوڑی سی قیمت پر لگا دیتے ہیں اور کہتے ہیں لیجاؤ لیجاؤ، قرآن کا مطالعہ کیا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت رمضان المبارک میں جنت کی سیل لگا دیتے ہیں کہ میرے بندوں تم میں سے جو بھی جنت میں جانا اور جہنم سے بچنا چاہتا ہے اس کے لیے یہ کام آسان ہے، اب اس وقت بھی اگر ہم اللہ تعالیٰ سے یہ نعمت نہ پاسکے تو ہماری اپنی کم قسمتی ہوگی، اس لیے وقت کی اہمیت کا اندازہ لگائیے، کتنے لوگ تھے جو پچھلے رمضان میں زندہ تھے آج وہ یہاں موجود نہیں ہیں اور کتنے ہیں جو اس رمضان میں ہوں گے آئندہ رمضان میں نہیں ہوں گے، کیا پتہ یہ ہماری زندگی کا آخری رمضان ہو، اس لیے اس میں ڈٹ کے محنت کر لیجیے، اپنے رب کو منا لیجیے، اپنے گناہوں کو بخشوا لیجیے، مالک الملک رمضان المبارک کے اس مہینے میں اپنے روزہ دار بندوں سے بہت خوش ہوتے ہیں، اپنی زندگی کے مسائل اپنے رب کے سامنے پیش کر دیجیے، اپنے رب سے اچھے فیصلے کروا لیجیے، ہمیں اللہ نے ایک موقع اور عطا فرما دیا، لہذا اس وقت کو ضائع نہ کیجیے، حدیثِ پاک میں آتا ہے اس کو وہی ضائع کرتا ہے جو یقیناً محروم ہو۔

## رمضان کا ایک لمحہ بندے کو ولی بنانے کے لیے کافی ہے

حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ اگر تم کسی روزہ دار کو افطاری کے وقت پانی کا گھونٹ پلا دوں گے یا لسی کا گھونٹ پلا دوں گے تو اس کے بقدر اجر اللہ تمہیں بھی عطا فرما دے گا، کتنی اللہ رب العزت کی رحمت اور بخشش ہے، ایک ایک لمحے میں اتنی برکتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترتی ہیں کہ اگر کوئی اپنے دل کو قبول کرنے والا بنائے تو ایک ایک لمحے میں وہ اللہ کا ولی بن سکتا ہے، رمضان کا ایک لمحہ بندے کو ولی بنانے کے لیے کافی

ہے، اللہ کی طرف رجوع کر لیجیے، کئی دفعہ ہم نے دروازوں پر Lock (لوک) لگائے ہوتے ہیں، ہم نے ایک ملک میں دیکھا کہ مکانوں میں تین تین چار چار تالے لگے ہوئے ہیں، افریقہ کا ملک تھا، تو ہم نے ان لوگوں سے پوچھا، تو کہنے لگے ہمارے یہاں یہ کالے لوگ ہیں من مرضی کرنے والے جو کئی مرتبہ گھر میں گھس آتے ہیں چوری ڈاکہ کے لیے، اس لیے ہم نے کئی کئی تالے لگائے ہوتے ہیں، تو مجھے بھی ایسا لگتا ہے کہ ہم نے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے جو دروازے ہیں نا اس کو گناہوں کے تالے لگائے ہوئے ہیں، جھوٹ کا تالہ لگا ہوا ہے، لوگوں کے دل دکھانے کا تالہ لگا ہوا ہے، بدکرداری کا تالہ لگا ہوا ہے، حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ چند بندوں کی اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر میں بھی مغفرت نہیں کرتے، ان میں سے ایک جو دل میں دوسروں کے خلاف بغض رکھنے والا ہو، کینہ رکھنے والا ہو، آج سینے کینوں سے بھرے پڑے ہوئے ہیں، بہن کے بارے میں کینہ، بیوی کے بارے میں کینہ، ماں باپ کا کینہ، ہمسایے کا کینہ، کتنے لوگ ہیں جن کا کینہ ہمارے سینے میں موجود ہے، کیسے مغفرت ہوگی ہماری؟ اسی طرح شرابی، حدیث پاک میں آتا ہے جس نے شراب سے توبہ نہ کی ہو لیلۃ القدر میں اس کی بھی مغفرت نہیں ہوتی، اسی طرح زانی، جو زنا کا عادی ہو اور اس نے توبہ بھی نہ کی ہو، تو ہم ان کبیرہ گناہوں کے جو تالے لگائے ہوئے ہیں نا ان کو کھولیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت آجائے اور ہمارے دلوں کو دھو جائے، ربِ کریم ہمارے روزوں کو قبول فرمائیں اور ہماری بخشش فرما کر ہم پر احسان فرمائیں آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆

مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی

# جنت کا شوق، جہنم کا خوف
# اور
# خدمت خلق

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝۵ اِلی ........

اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۝۲۲ (سورۃ الدّھر) آیۃ ۵ تا ۲۲

**وقال تعالی:**

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝۶۸ اِلی ................ وَفِيْهَا مَا

تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۷۱ (سورۃ الزّخرف) آیۃ ۶۸ تا ۷۱

**وقال تعالی:**

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۝۴۱ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ۝۴۲ اِلی ................

هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝۵۶ (سورۃ الواقعۃ) آیۃ ۴۱ تا ۵۶

**وقال تعالی:** اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝۴۳ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۝۴۴ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۝۴۵ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۝۴۶ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۝۴۷ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۝۴۸ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝۴۹ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۝۵۰ (سورۃ الدّخان)

سبحان ربك رب العزت عما یصفون، وسلام علی المرسلین، والحمد للہ رب العلمین،

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وبارك وسلم

## رمضان کے چار خصوصی کام

رمضان مبارک کا مہینہ شروع ہوا ہے، اس مبارک مہینہ میں رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن کے روزے اور رات کی تراویح کے علاوہ جو کام کرنے کی خاص طور پر ہدایت فرمائی ہے؛ وہ ہیں یہ چار کام، (۱) کثرت سے لا الہ الا اللہ کا ذکر کرنا۔ (۲) کثرت سے استغفار کرنا۔ (۳) اللہ سے مغفرت مانگنا اور (۴) کثرت سے اللہ سے جنت کا سوال کرنا اور جہنم کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگنا، اللہ مجھے جنتی بنا دیجئے اللہ مجھے جہنم سے بچا لیجئے۔ یہ چار کام ہیں؛ جن کا خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو حکم دیا ہے۔

## آج کا عنوان

آج کی مجلس میں یہ جی چاہتا ہے کہ ہمارے دلوں میں جنت کا ایسا شوق پیدا ہو جائے کہ بے ساختہ بار بار ہم چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالی سے جنت مانگتے رہیں، جب تک دل میں کسی چیز کی تمنا نہیں پیدا ہوتی دل سے اس کے لئے سچی دعا بھی نہیں نکلتی، اللہ ہمارے دلوں کے اندر جنت کی تمنا ہر شوق اور ہر تمنا پر غالب کر دے، اسی طرح اللہ ہمارے دلوں میں جہنم کا خوف بٹھا دے، ہماری سمجھ میں تو آئے کہ جہنم ہے کیا چیز؟ سنتے تو ہیں جہنم، جہنم، جہنم!! مگر پوری طرح ابھی تک شاید ہم سمجھ نہیں پائے ہیں کہ کیا چیز ہوگی جہنم! اسی مناسبت سے جو کچھ قران وحدیث میں جنت وجہنم کے بارے میں آیا ہے اس میں سے کچھ پیش کیا جائے گا؛ قرآن مجید کی بہت آیات ہیں جن میں جنت کا تذکرہ ہے اور بہت احادیث ہیں؛ جن میں رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہنم کیا ہے؟؟ یہ سمجھایا اور بتایا ہے۔ ان میں سے چند آیات اور چند احادیث کا مذاکرہ کرنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ میرے اور آپ کے دلوں کے اندر جنت کا شوق اتنا بڑھے اتنا بڑھے کہ بے ساختہ اس کے لئے ہر وقت دعا نکلے اور جہنم کا خوف اتنا بڑھے اتنا بڑھے کہ ہم سچے دل سے جہنم سے اللہ تعالی کی پناہ مانگیں، خاص طور پر رمضان مبارک کے دنوں میں ہمارا یہ عمل بہت بڑھ جائے۔

## جنت اور جنتیوں کا تذکرہ

جنت کے بارے میں اللہ نے قرآن مجید میں جو کچھ فرمایا ہے ان میں سے ایک مقام سے کچھ آیات میں نے ابھی پڑھیں ارشاد ہوا ہے:

اِنَّ الۡاَبۡرَارَ یَشۡرَبُوۡنَ مِنۡ کَاۡسٍ کَانَ مِزَاجُهَا کَافُوۡرًا ۝۵ عَیۡنًا یَّشۡرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوۡنَهَا تَفۡجِیۡرًا ۝۶ یُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ وَیَخَافُوۡنَ یَوۡمًا کَانَ شَرُّهٗ مُسۡتَطِیۡرًا ۝۷ وَیُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسۡکِیۡنًا وَّیَتِیۡمًا وَّاَسِیۡرًا ۝۸

بے شک نیک لوگ ایسے جام سے مشروبات پیئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی ﴿۵﴾ (یہ کافور دنیا کا کافور نہیں بلکہ جنت کا ایک خاص) چشمہ ہے جس سے اللہ کے خاص بندے پیئیں گے، وہ اسے (جہاں چاہیں گے) آسانی سے بہا کر لے جائیں گے (یعنی جہاں چاہیں گے اس کی سپلائی ایک اشارے سے پہنچا دیں گے) ﴿۶﴾ یہ (اللہ کے خاص بندے) وہ ہیں جو اپنی نذریں پوری کرتے ہیں (اور جب اپنی لازم کی ہوئی چیز کو پورا کرتے ہیں تو اللہ کی لازم کی ہوئی چیز کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں) اور (قیامت کے) اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہوگی ﴿۷﴾ اور وہ اللہ کی محبت کی خاطر مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں ﴿۸﴾

اور یہ دل دل میں اپنی نیت کو ٹھیک کرتے رہتے تھے نیک کام کے کرتے وقت، تصحیح نیت کا، تجدید نیت کا یہ اہتمام کرتے تھے، اور ان غریبوں مسکینوں یتیموں قیدیوں کو کھانا کھلاتے وقت بھی اپنے دل کے اندر اس نیت کو درست کرتے تھے بار بار

اِنَّمَا نُطۡعِمُکُمۡ لِوَجۡهِ اللّٰهِ لَا نُرِیۡدُ مِنۡکُمۡ جَزَآءً وَّلَا شُکُوۡرًا ۝۹ اِنَّا نَخَافُ مِنۡ رَّبِّنَا یَوۡمًا عَبُوۡسًا قَمۡطَرِیۡرًا ۝۱۰

(اور اگر وہ ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں تو یہ اُن سے کہتے ہیں کہ) ہم تمہیں (یہ کھانا) محض اللہ کی خوشنودی کے لئے کھلا رہے ہیں، ہم تم سے نہ اس کا بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ ﴿۹﴾ ہم تو (اخلاص سے کھلانے کے بعد بھی) ڈرتے ہیں اپنے رب سے اداسی والے دن کی سختی کی بابت (کہ دیکھئے ہمارا عمل قبول ہوتا ہے یا نہیں) ﴿۱۰﴾

اب اللہ تعالیٰ نے ان کی نیکی کو قبول کر کے کہ جو انہوں نے اپنے مال کو خرچ کیا، غریبوں کو کھلایا، ان کو بھی مال سے محبت تھی لیکن وہ مال کی محبت پر اپنا قدم رکھ کر جہنم کے عذاب سے بچنے کے لئے، اللہ کو راضی کرنے کے لئے، اپنے مال کو صرف اپنے ذائقوں، عیاشیوں اور چونچلوں پر خرچ نہیں کرتے تھے، بلکہ وہ غریبوں، کو یتیموں، پریشان حالوں کو کھلا کھلا کر اللہ کے عذاب سے بچنے کی کوشش کرتے تھے، تو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس نیکی کو قبول کر کے

فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِکَ الۡیَوۡمِ وَلَقّٰهُمۡ نَضۡرَةً وَّسُرُوۡرًا ۝۱۱

تو اللہ اُن کو اُس دن کے برے اثرات سے بچالے گا اور اُن کو شادابی اور سرور سے نوازے گا ﴿۱۱﴾

وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿۱۲﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا۠ ﴿۱۵﴾ قَوَارِيْرَا۠ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ﴿۱۷﴾ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿۱۸﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾

اورانہوں نے جوصبر کیا تھا اس کے بدلے میں انہیں جنت اور (اس کا) ریشمی لباس عطا فرمائے گا ﴿۱۲﴾ وہ اس (جنت) میں اونچی نشستوں پر تکیہ لگائے آرام سے بیٹھے ہوں گے، نہ وہاں دھوپ (کی گرمی) دیکھیں گے اور نہ سردی (جاڑے کی) ﴿۱۳﴾ اور اس کے (درختوں کے مست) سائے ان پر جھکے ہوں گے، اوران کے پھل ان کی پہنچ میں ہوں گے۔ (کہ جب جو پھل چاہیں کھائیں) ﴿۱۴﴾ اور (جنت میں) دَور کرایا جائے گا ان پر چاندی کے برتنوں کا، اور پیالے (وگلاس) جو شیشے کے ہوں گے ﴿۱۵﴾ (اور وہ) شیشے (بھی) چاندی کے (بنے) ہوں گے جنہیں بھرنے والوں نے توازن (اور سلیقہ) سے بھرا ہوگا ﴿۱۶﴾ اور وہاں انہیں ایک (اور) جام پلایا جائے گا جس (کے مشروب) میں زنجبیل کی ملاوٹ ہوگی ﴿۱۷﴾ وہ (جام بھرا) ہوگا ایسے چشمے کے (مشروب) سے جس کا نام ''سلسبیل'' ہے ﴿۱۸﴾ اور چکر لگاتے رہیں گے ان کی (سروس) کے لئے ایسے لڑکے جو (ایک ہی عمر کے) ہمیشہ رہیں گے، جب (بھی) تم انہیں دیکھو گے تو ایسا محسوس کروگے گویا وہ موتی ہیں جو بکھیر دیئے گئے ہیں ﴿۱۹﴾

یہ سروس کرنے والا بہت پیارہ عملہ ہوگا، اتنے خوبصورت، اتنے حسین، دیکھنے میں اتنے پیارے اور معصوم،

وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿۲۰﴾ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۫ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾

اور (اے مخاطب! حقیقت یہ ہے کہ) جب تم اس جگہ کو دیکھو گے تو تمہیں نعمتوں کا ایک جہان اور ایک بڑی سلطنت نظر آئے گی (جو ایک جنتی کو ملی ہوگی) ﴿۲۰﴾ (جہاں تک جنتیوں کے لباس کا تعلق ہے تو) ان (کے جسموں) پر باریک ریشم کے سبز لباس اور موٹے ریشم کے کپڑے (حسب خواہش) ہوں گے، اور چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے، اور ان کا پروردگار ان کو نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا ﴿۲۱﴾

اور ایک منزل ایسی آئے گی کہ وہاں کا عملہ نہیں بلکہ خود ان کا رب ایک ایک جنتی کو اپنے ہاتھ سے شراب طہور پلائے گا، اللہ تعالی خود پلائیں گے اللہ اکبر، اے میرے پیارے اللہ ہم سب کو ان میں شامل کر دیجئے گا! اور ان سب نعمتوں سے بڑھ کر ایک عجیب نعمت ہوگی، بندے جب اللہ تعالی کے احسانوں کے بوجھ تلے دبے جا

رہے ہوں گے، اور اللہ تعالی خود ان کی خاطر تواضع کر رہے ہوں گے، خود مہمان نوازی کر رہے ہوں گے، اور بندے اللہ سے کہیں گے کہ اللہ ہم اس کے کہاں لائق تھے تب اللہ تعالی شاید اس کے جواب میں کہیں گے:

اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ (اور فرمائے گا کہ) یہ ہے تمہارا انعام! اور (دیکھ لو!) تم نے جو محنت کی تھی (دنیا میں) اس کی پوری قدر دانی کی گئی ﴿۲۲﴾

تمہاری دنیا میں کی گئی محنت اس لائق ہے کہ میں تمہیں اس محنت کے بدلہ خوش کر دوں، اللہ اکبر کبیرا۔ اللہ ہمارے دلوں کے اندر اس جنت کا شوق جما دیجئے۔ ہم نہیں جانتے اللہ کہ آپ نے کونسی جنت نیک بندوں کے لیے تیار کی ہے، ہم اب تک سمجھے ہی نہیں۔

## جنت کے کچھ مناظر قرآن عظیم الشان کے آئینہ سے

ایک اور جگہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے اور اللہ تعالی بندوں سے خود اپنے بندوں کو مخاطب بنا کر اُن سے ارشاد فرمائیں گے:

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۶۸﴾ اے میرے بندو! آج تم پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا (عذاب کا)، اور نہ تم غمگین ہوگے (دنیا کی زندگی پر) ﴿۶۸﴾

اور کن لوگوں سے اللہ تعالی یہ بات کہیں گے کیا صرف بڑے بڑے بزرگوں سے، نبیوں سے، کتنی امید پیدا کرنے والی آیت ہے یہ، اللہ فرماتے ہیں میں ان سے کہوں گا:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ (اے میرے وہ بندوں!) جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تھے اور فرمانبردار رہے تھے ﴿۶۹﴾

جو میرے فرمانبردار ہو گئے ہونگے، جنہوں نے اپنے آپ کو میرے حکم کا پابند کر دیا ہوگا، جو اسلام کی حقیقت کو اپنے اندر اتار چکے ہوں گے؛ اس دن اللہ تعالی ان سے فرمائے گا:

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۰﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ داخل ہو جاؤ تم اور تمہاری بیویاں جنت میں (جہاں) تمہاری عزت افزائی کی جائے گی ﴿۷۰﴾ ان کے چاروں ترف سونے کی رکابیوں اور گلاسوں کا دور چلایا جائے گا، اور اس (جنت) میں وہ ہر چیز ہوگی جس کی دلوں کو خواہش ہوگی، اور جس سے آنکھوں کو لذت ملے گی، اور (میرے پیارے بندو!) تم اس (جنت) میں ہمیشہ ہمیش رہو گے ﴿۷۱﴾

# آنکھوں کی لذت دیدار ''یار'' میں ہے!

صحابہ کرام سے لے کر بعد کے دور کے علماء قرآن تک سب نے ایک بات لکھی ہے۔و تلذ الاعین کی تفسیر میں، کہ سب سے زیادہ لذت آنکھوں کو اس وقت ملے گی جب جنتیوں کی آنکھیں اپنے پیارے رب کا دیدار کریں گی، اس سے زیادہ حسین منظر آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا، سوچو ذرا میں اور آپ جب کسی اللہ والے کو دیکھ لیتے ہیں تو کیسی لذت ملتی ہے، میں اور آپ جب خانہ کعبہ کو دیکھ لیتے ہیں تو کیسی لذت ملتی ہے، جب گنبد خضراء کو دیکھ لیتے ہیں تو کیسی لذت ملتی ہے، روضۂ اطہر کی جالیوں کو دیکھ لیتے ہیں تو کیا لذت ملتی ہے، میں اور آپ جب مسجد نبوی کے ممبر ومحراب کو دیکھ لیتے ہیں، جبل اُحد کو دیکھ لیتے ہیں، خندق کی جگہ کو دیکھ لیتے ہیں، بدر کے میدان کو دیکھ لیتے ہیں، جنۃ البقیع کی قبروں کو دیکھ لیتے ہیں، ان راستوں کو دیکھ لیتے ہیں جن سے گزرتے تھے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت ہماری آنکھوں کو کتنی لذت محسوس ہوتی ہے، ایک ٹوٹا پھوٹا ایمان والا بھی مدینہ سے واپسی کے وقت پھوٹ پھوٹ کر روتا ہے، ہم سب جانتے ہیں کے یہ سب کیا لذتیں ہوں گی۔

ایک بار اگر خواب میں جھلک دِکھ جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آدمی اس رات کو نہیں بھولتا، بستر کے اس کونے کو نہیں بھولتا جس پر وہ اس وقت لیٹا ہوا تھا جب اسے زیارت نصیب ہوئی تھی محمد رسول اللہ کی، کیا نصیب ہوگا جنتیوں کا جب وہ دیکھیں گے رسول اللہ کو وہ مصافحہ کریں گے وہ سلام کریں گے حضور ان کا استقبال کریں گے اپنے مبارک ہاتھوں سے جام کوثر پلائیں گے وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۖ اور یہ بھی نہیں ہوگا کہ ایک پل کے لیے نعمتیں مل گئیں اور پھر ختم کچھ دن کے لیے مل گئیں اور پھر ختم ایک مہینہ کے لیے مل گئیں اور پھر ختم، دنیا کی بڑی سے بڑی لذت بھی چند سکنڈوں اور چند منٹوں کی ہوتی ہے، تھوڑے سے وقت کی ہوتی ہے، اور وہاں ان لذتوں کا جب اللہ اعلان کر رہے ہوں گے، بندوں سے کہہ رہے ہوں گے، اس وقت ساتھ میں اللہ بندوں اور بندیوں سے یہ بھی کہہ رہے ہوں گے کہ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٧١﴾ یہ نعمتیں تم کو ہمیشہ نصیب رہیں گی، کیا وقت ہوگا کیا لمحہ ہوگا!!!! اللہ۔۔۔ہم اِدھر کھڑے ہوں گے یا اُدھر کھڑے ہوں گے، اللہ ہم کو اِدھر ہی کھڑا کر دیجئے! اب تک تو ہم اس لائق نہیں تھے، اب مرنے سے پہلے ابھی سے ہم کو اس لائق آپ ہی بنا دیجئے، اللہ ہم اپنے کو نہیں بنا پا رہے ہیں۔

## حالات جنت احادیث کی روشنی میں

اب بیان سنئے رحمت دوعالم ﷺ کی پیاری مبارک زبان سے جنت کا بیان۔ صحیح مسلم کی روایت ہے،، حدیث کا ترجمہ سناتا ہوں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رحمت دوعالم ﷺ نے ارشادفرمایا جنت میں ایک بازار ہوگا اور ہر جمعہ کے دن تمام جنتی اس بازار کی سیر کو جائیں گے، جب سب چیزیں جنت کے اندر مل جائیں گی، تو بازار کیا چیز خریدنے کے لئے جائیں؟ جب ہر چیز خود بخود ملے گی؛ تو یہ بازار کیوں لگایا گیا جنت میں، سنئے کیوں بنایا گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ بتاتے ہیں کہ ہر جمعہ کے دن جنت کے لوگ جنتی اس بازار میں جائیں گے تو پھر کیا ہوگا، کہ شمال کی طرف سے ایک ہوا چلے گی، اور اس ہوا سے ان جنتیوں کے چہروں اور کپڑوں میں ایک خوشبو بس جائے گی، ایسا لگتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کوئی شاندار قسم کی خوشبو اسپرے سے چھڑکوائیں گے۔ خوشبو میں معطر ہوجائیں گے، اس کے بعد یہ لوگ گھوم گھام کے تفریح کرکے واپس اپنے گھر جائیں گے۔ جنت میں جو سب کے گھر ہیں، وہ اس حال میں جائیں گے کہ بہت زیادہ ان کا پہلے سے حسن وجمال بڑھ چکا ہوگا۔ پہلے سے اور زیادہ خوبصورت ہوگئے ہوں گے —— ہم میں سے ہر آدمی کو حسن کی کتنی خواہش ہے۔ اور بیچارہ اپنے چہرہ کو بدل تو نہیں سکتا۔ کیا کرے، صبر کرتا ہے، کچھ کریم لگاتا ہے، اور کیا کوششیں کرتا ہے، کتنے جتن کرتا ہے، اور کیا کر پاتا ہے آدمی اپنے چہرے کے ساتھ وہ ہم سب جانتے ہیں، کون اپنا چہرہ بدل پاتا ہے ——

اللہ نے اپنا انتظام کیا ہے! وہاں ہر جمعہ کو گویا حسن وجمال بڑھایا جائے گا، ہر جمعہ کو اور زیادہ خوبصورتی عطا کی جائے گی۔ اور گھر والوں کا بھی حسن وجمال اس طرح بڑھایا جائے گا کہ یہ مرد لوگ جب آئیں گے یہ اپنے گھر والوں کو دیکھیں گے ارے، تمہارا تو حسن اور بڑھ گیا —— یہاں تو ہر شوہر پریشان ہے کہ اس کی بیوی بوڑھی ہوتی جارہی ہے Revital کیپسول بھی کھلا رہا ہے، معجون شبابی بھی کھلا رہا ہے؛ مگر وہ تیزی سے بوڑھی ہوتی جارہی ہے۔ اسی لئے سوچنے لگتا ہے کہ ایک اور کرلوں۔ ہاں !! ترقیٔ درجات کے لئے ایک ہی کیا کم ہے۔ کہ اس کے بعد بھی لوگ دوسری کرنے کی سوچتے ہیں کفارۂ سیئات کے لئے۔ سوچتے سب ہیں، بہت کم کرپاتے ہیں۔ بیویوں نے ایسی زنجیریں ڈال رکھی ہوتی ہیں کہ بیچارہ ہمت نہیں کرپاتا۔ بیچارہ سوچتا بہت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مردوں کی اس کمزوری کو جانتے ہیں اس لئے وہاں کئی اور دیں گے، عورتوں کو کوئی شکایت نہ ہو کہ مردوں کو کیوں ملتی ہے حوریں؟ ہمیں کیوں نہیں ملتے۔ عورت کی خواہش ہی نہیں ہے، وہ صرف ایک کی ہوتی ہے بس۔۔ عورت ہرجائی نہیں ہے، عورت پچاسوں کی نہیں ہے،

عورت بہت وفادار ہے، وہ الگ بات ہے کہ آجکل عورتوں کے اندر مردوں کی بیماریاں، مردوں کے اندر عورتوں کی بیماریاں داخل ہوگئی ہیں، سب گڈ مڈ ہوگیا، عورت کی یہ فطرت نہیں ہے۔اسی لئے عورتوں کے لئے اللہ نے مرد حوروں کا تذکرہ کرکے عورتوں کا دل نہیں دکھانا چاہا۔اور اسی لئے اللہ نے حوروں کا تذکرہ کرکے مردوں کو جنت کی طرف کھینچا۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں چاہے یہ جتنے بزرگ ہوجائیں، ان سب کو جانتا ہوں کہ ان کے اندر کیا تمنا ہے ——

یہ لوگ اس حال میں اپنے گھر والوں کے پاس پہنچیں گے کہ ان کے حسن وجمال بہت بڑھ چکے ہوں گے، اور ادھر ان کے گھر والوں کا بھی حسن وجمال بڑھ چکا ہوگا تو ان کے گھر والے بہت حیرت سے کہیں گے، ارے بخدا ہمارے پاس سے جانے کے بعد آپ جب آئے ہیں تو آپ کا حسن وجمال بہت بڑھ گیا ہے، اس پر وہ کہیں گے کہ ہمارے جانے کے بعد تمہارا بھی حسن وجمال بہت بڑھ گیا ہے۔[۱]

## جنت کی حوریں اور اُن کا حسن لازوال

اس بازار میں ایک جگہ پر حوریں جمع ہوں گی اور وہ گیت گارہی ہوں گی، بہت خوبصورت اور سریلی آواز میں ایک گانا گارہی ہوگی، ایک ترانہ پڑھ رہی ہوگی، اور وہ کہہ رہی ہوں گی: ”**نحن الخالدات فلا نبيد ابدا ونحن الراضيات فلا نسخط ابدا**“ (ہم ہمیشہ ہمیش اس حسن وجمال کے عالم میں رہیں گے، کبھی ہمارا حسن ڈھلے گا نہیں، کبھی بھی کمزور نہیں ہوگا، **ونحن الراضيات** (اور ہم ہمیشہ خوش رہنے والے لوگ ہیں) **فلا نسخط ابدا** (ہم کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گے) **فطوبى لمن كان لنا وكنا له** (بس خوش نصیب ہے وہ؛ جو ہمارا ہوگیا اور ہم جس کے ہوگئے)[۲]۔۔۔دیکھو حور کیا کہتی ہے، دو ہی اندیشے لگے رہتے ہیں ہر مرد کو، دو ہی ڈر لگے رہتے ہیں، اللہ ہمارا چور جانتے ہیں، ایک تو یہ کہ آج یہ نئی نویلی دلہن بہت اچھی لگی رہی ہے، بہت خوبصورت لگ رہی ہے مگر دس سال کے بعد کیا ہوگا، جب چار بچے ہوجائیں گے، بالکل جھریاں پڑی ہوگی، یہ جو اندیشہ مستقبل کا ہوتا ہے حال کا مزا بھی کرکرا کرتا ہے، دوسرا ڈر مردوں کو یہ رہتا ہے کہ بیگم صاحب ناراض نہ ہوجائے، ہوم منسٹری کی ناراضی، اچھے اچھوں کا پتہ پانی ہوجاتا ہے۔ باہر جو لوگ شیر نظر آتے ہیں، اندر بلی کی طرح میاؤں میاؤں کرتے نظر آتے ہیں، ایک مرتبہ گھور کے دیکھتی ہے وہ، اس لئے حوریں اطمینان دلائیں گی کہ ہم دنیا کی عورتوں کی طرح نہیں ہیں۔ہم ہمیشہ اسی رونق بہار اور

---

[۱] مسلم: باب فی سوق الجنۃ وما ینالون فیھا من حسنٍ وجمالٍ، حدیث: ۷۳۲۴، [۲] ترمذی: باب ماجاء فی کلام الحور العین، حدیث: ۲۷۶۳،

حسن و جمال، پیار و محبت کے ساتھ رہیں گے، کبھی ہمارا حسن ڈھلے گا نہیں، اور کبھی ہم تم سے ناراض نہیں ہوں گے۔ اللہ جنت کا شوق ہمارے دل میں ڈال دے۔ جنت اس لائق ہے کہ اس کا شوق کیا جائے، اس کی تمنا کیجائے، اس کے پیچھے پڑ جائے، اس کو مانگا جائے، اس کو ڈھونڈا جائے، اس کو تلاش کیا جائے، اس کو حاصل کر کے رہا جائے۔

## ایک عمر رسیدہ عرب کا شوق

ایک بار میں عرب ملک میں جماعت میں نکلا ہوا تھا اور بیان میرے ذمہ مشورہ سے طے ہوا، بڑی تعداد عربوں کی جمع تھی، بوڑھے بھی تھے، جوان بھی تھے، تو میں نے حوروں کا تذکرہ چھیڑا اور حوروں کے حسن پر جو احادیث آئی ہیں، وہ میں نے بیان کی، حور ایسی ہوگی، ایسی ہوگی، حور کی انگلیاں ایسی ہوں گی، حور کے زیورات ایسے ہوں گے، حور کی پنڈلیاں ایسی ہوں گی، حور کی آنکھیں ایسی ہوں گی، **وَحُوْرٌ عِيْنٌ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ﴿۲۳﴾** ﴿الواقعة﴾ قرآن مجید کی آیات پڑھی، احادیث پڑھیں، ایک ستر سال کا بوڑھا بے قابو ہو گیا، اور ایکدم سے مچل کر کہنے لگا: ”**أي شيخ! وأين هي؟** خاص عربی لہجہ میں، شیخ کہاں ہے وہ؟ میں نے کہا: ”**يا عم اخرج اربعة اشهر، لك الحور انشاء الله**“ (چار مہینے کے لئے نام لکھا دو! حور مل جائے گی) **لا، شيخ، ماأربعة اشهر؟ سنة كاملة** (کیا چار مہینے کی بات کرتے ہو، ایسے حور کے لئے تو ایک سال کے لئے تیار ہوں، جلدی لاؤ حور)۔ عرب لوگ مکار نہیں ہوتے، اندر سے شوق ہے اور باہر سے بزرگ بنے بیٹھے ہیں، مجھ کو کچھ نہیں چاہئے، عرب منافق نہیں ہوتے، ہم چاہے جتنا مچل رہے ہوں، بیان میں کوئی نہیں کہے گا؛ کہاں ہے حضرت وہ؟ کب ملے گی، عرب جو دل میں ہوتا ہے وہ کہہ دیتے ہیں۔ اللہ اکبر کبیرا

## شربت دیدار

ایک اور نعمت سنئے جو جنتیوں کو ملے گی، صحیح مسلم کی روایت ہے: اللہ اپنے بندوں سے پوچھیں گے، بندو! سب نعمتیں تم کو ملی، دنیا میں تم مجھ کو خوش کرنے کی کوشش کرتے تھے، یہاں میں تم کو خوش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں، بندوں اور بندیوں مجھے بتاؤ یہ سب ملکر تم خوش ہو گئے، راضی ہو گئے، اللہ اکبر۔

آج ہم اپنے اللہ کو راضی کرنا چاہ رہے ہیں، اس دن اللہ ہمیں راضی کرنا چاہے گا، اس کے جواب میں بندے اور بندیاں کہیں گے کہ اللہ، آپ نے ہم کو وہ سب دے دیا جس کو ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے،

ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ یہ نعمتیں بھی ہم کو مل جائیں گی، اللہ ہم آپ سے راضی ہو گئے، اللہ ہم کیسے بتائیں؟ اللہ ہم آپ سے بالکل راضی ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے نہیں بندو ابھی اور ایک نعمت باقی ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ تمہارے دلوں میں اس نعمت کی تمنا بھی ہے، تم ادب کی وجہ سے کہہ نہیں رہے ہو، اب میں تم کو وہ نعمت دینا چاہتا ہوں، چنانچہ یہ اعلان کرنے کے بعد اللہ اشارہ فرمائیں گے اور سارے حجابات چاک ہوجائیں گے، اٹھائے جائیں گے اور پھر جنت کے مرد وعورتیں اپنے اللہ کے پیارے چہرے کو دیکھیں گے۔ دیدار ہوگا، صاف دیدار ہوگا، ایسے صاف انداز سے دیکھیں گے جیسے چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہیں، حضور نے فرمایا اس طرح دیکھو گے تم، اور آپ نے فرمایا کہ جتنی نعمتیں جنتیوں کو مل چکی ہوں گی، یا ملیں گی، ان سب سے بڑھ کر جنتیوں کو سب سے زیادہ محبوب جو نعمت ہوگی وہ اللہ کا دیدار ہوگا۔ اور اسکے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ﴿یونس﴾، جو لوگ مقام احسان تک پہنچ گئے، جنہوں نے دراصل اپنے اللہ سے ایک قریبی تعلق قائم کرلیا، ان کو ایک تو ملے گی الحسنیٰ، یعنی بہت حسین وجمیل جگہ، یعنی جنت، وزیادۃ، اور مزید کچھ نعمت اور ملے گی، جس کو کھول کر اس آیت میں بیان نہیں کیا گیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث شریف میں اشارہ فرمایا، کہ وہ لفظ جو قرآن میں کہا گیا اور مزید کچھ نعمت ملے گی، وہ مزید نعمت کیا ہے؟ وہ مزید نعمت اللہ کا دیدار ہے۔ [۱]

## پروانۂ رضوان از ربّ رحمان

اور شاید اسی موقع پر حضرت ابوسعید خدری کی روایت سے یہ حدیث پہنچی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل ہوا ہے کہ اللہ رب العزت جب جنتیوں سے پوچھیں گے کہ کیا تم مجھ سے راضی ہو گئے؟ جنتی کہیں گے کہ آپ نے ہم کو وہ سب دے دیا، جس کو ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے نہیں ابھی دو نعمتیں باقی ہے، ایک نعمت تو یہ کہ اب میں حجابات اٹھاؤں گا اور تم میرا دیدار کرو گے، اور دوسری نعمت یہ کہ **الیوم احل علیکم رضوانی فلا اسخط بعدہ ابدا**، (آج میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ آج میں تم سے راضی ہو گیا، اب میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا) [۲] اکابر علماء نے لکھا ہے کہ یہ بات کہنے کی ضرورت اللہ کیوں محسوس کریں گے، اس لئے محسوس کریں گے کہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ یہ

---

[۱] مسلم: باب اثبات رویۃ المؤمنین فی الآخرۃ، حدیث: ۴۶۷ اور ۴۶۸، [۲] بخاری: کلام الرب من اھل الجنۃ، حدیث: ۷۵۱۸، /مسلم: باب احلال الرضوان علی اھل الجنۃ فلا یسخط علیھم ابداً، حدیث: ۷۳۱۸،

بندے وہ ہیں جن کے دل میں اللہ کی ناراضگی کا ڈر بیٹھ گیا ہے، یہ دنیا میں جب تک تھے یہ ہر وقت ڈرتے رہتے تھے، کہیں ہم سے کوئی ایسا کام نہ ہوجائے کہ اللہ ہم سے ناراض ہوجائے، یہ ڈر بیٹھ گیا، اور جب تھوڑا بہت ڈر اگر ہو تو پورا لطف نہیں لے پاتا۔ اللہ تعالیٰ چاہیں گے کہ میرے بندے اور میری بندیاں جنت کا پورا لطف لیں، اس لئے اللہ تعالیٰ اس وقت اطمینان دلا دیں گے کہ بندوں اور بندیوں! دل سے اب میرے ناراض ہونے کا خوف ہمیشہ کے لئے نکالدو، وہ دن گئے، وہ زمانہ گیا، جب تمہارے دل میں میرا خوف مجھ کو پسند تھا، آج میں تمہارے دل کو ہر طرح کے غم وخوف سے صاف دیکھنا چاہتا ہوں۔ آج میں تو تب خوش ہوں گا جب میں یہ دیکھوں کہ تم پوری طرح خوش ہو، نہ کوئی خوف تمہارے اندر ہے، نہ کوئی غم تمہارے اندر ہے، اللہ اکبر کبیرا۔

یہ وہ جنت ہے جس کی کثرت سے دعا کرنے کا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اور آپ کو حکم دیا ہے۔ آپ سوچو یہ حضور ہم کو کیوں بتا رہے ہیں کہ تم جنت مانگو، حضور کو پتہ ہے کہ جب رمضان میں ہم جنت مانگیں گے تو اللہ ہم کو جنت دیدیں گے، اور حضور اپنی امتیوں کو جنت دلوانا چاہتے ہیں۔ آپ کی دلی خواہش ہے کہ میرا ایک امتی بھی جنت سے محروم نہ رہے، آپ ترکیب بتا رہے ہیں جنتی بننے کی۔

# جہنم اور اُس کی ہولناکیاں

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دل سے یہ چاہتے ہیں کہ میرا کوئی امتی جہنم میں نہ جائے۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ دعا کی قبولیت کے خاص مہینے میں تم جہنم سے اللہ کی پناہ خوب مانگو، اس قبولیت دعا کے مہینے میں جب تم مانگو گے تو امید ہے کہ انشا اللہ ان دعاؤں کو قبول کر کے اللہ تعالیٰ تم کو جہنم سے بچالیں گے اور جہنم کے راستے پر چلنے سے اور جہنمیوں کے اعمال اور صفات سے بھی بچالیں گے۔ ہمارے دلوں کے اندر جہنم کا خوف پیدا ہو، ڈر پیدا ہو، فکر پیدا ہو، تب ہی تو دل سے دعا نکلے گی۔

آیئے اس مقصد سے ذرا یہ بھی دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں کیا فرمایا بہت آیات ہیں؛ لیکن ایک دو آیت پیش کرتا ہوں۔ فرمایا:

وَاَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِیۡ سَمُوۡمٍ وَّحَمِیۡمٍ ﴿۴۲﴾ وَّظِلٍّ مِّنۡ یَّحۡمُوۡمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا کَرِیۡمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمۡ کَانُوۡا قَبۡلَ ذٰلِکَ مُتۡرَفِیۡنَ ﴿۴۵﴾ وَکَانُوۡا یُصِرُّوۡنَ عَلَی الۡحِنۡثِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۴۶﴾ وَکَانُوۡا یَقُوۡلُوۡنَ ۬ۙ اَئِذَا مِتۡنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ ﴿۴۷﴾

اور جو بائیں والے ہیں (جن کے بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا، یا جو عرش کے بائیں طرف ہوں گے) کیا بتائیں وہ بائیں ہاتھ والے کتنے (بُرے) ہیں ﴿۴۱﴾ (وہ) ہوں گے تیز گرم ہوا (تپتی لو) میں، اور کھولتے پانی میں ﴿۴۲﴾ اور سیاہ دھویں کے سائے میں (گرم ہوا سے بچنے کے لئے جس سائے میں جائیں گے تو وہ دھویں کا سایہ ہوگا) ﴿۴۳﴾ جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ فرحت بخش (یعنی اس سائے سے نہ تو جسم کو سکون ملے گا اور نہ روح کو فرحت) ﴿۴۴﴾ یہ لوگ اس سے پہلے (دنیا میں) بڑے عیش میں تھے ﴿۴۵﴾ اور بڑے بھاری گناہ (کفر و شرک) پر اڑے رہتے تھے ﴿۴۶﴾ اور کہا کرتے کہ: کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں بن کر رہ جائیں گے تو کیا ہمیں دوبارہ زندا کیا جائے گا؟ (یعنی آخرت پر یقین نہیں کرتے تھے) ﴿۴۷﴾

یہ سب سچ ہے؟ کیا واقعی آخرت سچ ہے؟ ان کو یہ یقین ہی نہیں تھا۔

اَوَاٰبَآؤُنَا الۡاَوَّلُوۡنَ ﴿۴۸﴾ قُلۡ اِنَّ الۡاَوَّلِیۡنَ وَالۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجۡمُوۡعُوۡنَ ۬ۙ اِلٰی مِیۡقَاتِ یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّکُمۡ اَیُّهَا الضَّآلُّوۡنَ الۡمُکَذِّبُوۡنَ ﴿۵۱﴾

اور کیا ہمارے پہلے گزرے باپ دادوں کو بھی؟ ﴿۴۸﴾ آپ کہہ دیجئے کہ بے شک سب اگلے اور پچھلے ﴿۴۹﴾ ایک مقررہ تاریخ کے وقت پر ضرور جمع کئے جائیں گے (جو اللہ کو معلوم ہے) ﴿۵۰﴾ پھر اے جھٹلانے والے گمراہو! تم لوگوں کو ﴿۵۱﴾

ایسے لوگوں کو کیا بھانک سزا دی جائے گی، آگے اللہ تبارک تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

لَاٰکِلُوۡنَ مِنۡ شَجَرٍ مِّنۡ زَقُّوۡمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِـُٔوۡنَ مِنۡهَا الۡبُطُوۡنَ ﴿۵۳﴾

زقوم کے درخت سے کھانے کو ملے گا ﴿۵۲﴾ اور اسی سے پیٹ بھرنے ہوں گے ﴿۵۳﴾

اور اس کے بعد پانی مانگو گے تو

فَشٰرِبُوۡنَ عَلَیۡهِ مِنَ الۡحَمِیۡمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوۡنَ شُرۡبَ الۡهِیۡمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمۡ یَوۡمَ الدِّیۡنِ ﴿۵۶﴾

اور اوپر سے کھولتا پانی پینا پڑے گا ﴿۵۴﴾ اور پیو گے بھی اس طرح جیسے پیاس کے مارے اونٹ (بلا رُکے) پیتے ہیں (کیونکہ پانی بھی مشکل سے ملے گا) ﴿۵۵﴾ یہ ہوگی ضیافت ان کی جزا و سزا کے دن ﴿۵۶﴾

ایک اور مقام پر اللہ نے جہنمیوں کا حال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الۡاَثِیۡمِ ﴿۴۴﴾ بے شک درخت زقوم کا۔ (دوزخ) میں بڑے مجرم کا کھانا ہوگا ﴿۴۳۔۴۴﴾

دنیا میں ''زقوم'' نام کا جو درخت ہے وہ انتہائی بدبودار، تلخ و بدمزہ ہوتا ہے، دوزخ کے زقوم کی کیفیت اللہ ہی

کو معلوم ہے۔ اللہ کی پناہ یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ کافر کا کھانا، یہ فرمایا گیا کہ مجرم اور گنہ گار کا کھانا زقوم ہے، اللہ ہم سب کو محفوظ فرمائے۔

كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ (وہ) پگھلے ہوئے تانبہ یا تیل کی تلچھٹ جیسا (ہوگا) پیٹ میں کھولے گا

الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ ﴿۴۵﴾ (ایسے جیسے) کھولتا پانی ﴿۴۶﴾ (فرشتوں سے کہا جائے گا کہ)

الْجَحِيْمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ اس کو پکڑو، اور گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ دوزخ کے بیچوں بیچ ﴿۴۷﴾ پھر اس

مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾ ذُقْ ۚ اِنَّكَ کے سر پر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب انڈیل دو ﴿۴۸﴾ (پھر اس سے کہا

اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۴۹﴾ جائے گا کہ) لے چکھ! (مزہ) تو ہی ہے بڑا صاحب اقتدار عزت والا (جو دنیا میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا) ﴿۴۹﴾

تیری بڑی عزت ہوتی تھی، تو بہت بڑا آدمی تھا۔ بڑی شان تھی تیری، آج دیکھ کیا درگت بن رہی ہے تیری۔

اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ یہ وہی (آخرت) ہے جس کے بارے میں تم شک میں پڑے تھے ﴿۵۰﴾

## ہمارے سینوں میں دِل ہیں یا پتھر کی سِل ہیں؟

اللہ ہمارے دل جہنم سے بے خوف ہوگئے ہیں، ہم چھوٹی چھوٹی چیزوں سے خوفزدہ ہوجاتے ہیں۔ جہنم سے نہیں ڈرتے۔ اللہ خوف عطا کر۔۔۔ اللہ ہم سب کو جہنم سے بچا لیجئے، اللہ ہمارے بچوں کو جہنم سے بچا لیجئے۔ اللہ! کیا ہماری نرم ونازک بچیاں جہنم میں جلیں گی؟ اللہ ہم سب کو، ہمارے اہل وعیال کو، ہمارے پورے کنبہ کو اس پورے مجمع کو، اور اپنی محبوب کی امت کو جہنم سے بچا لیجئے، اور ہم جو زندہ ہے ہمیں جہنم کا خوف دیدیجئے۔

## جہنم میں سب سے کم درجہ کا عذاب

ایک دو حدیثیں پیش خدمت ہیں، رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں یہ حدیث موجود ہے، ارشاد فرمایا دوزخیوں میں سب سے کم عذاب جس کو ہوگا اس کا حال یہ ہوگا کہ اس کو دو جوتے، دو تسمے جہنم کی آگ کے پہنا دیئے جائیں گے، سب سے ہلکے درجے کا عذاب ہوگا اور اس کے اثر سے اس کا دماغ جلے گا، سر میں اس طرح کھولے گا جس طرح ہانڈی جوش مارتی ہے اور وہ یہ سمجھ رہا ہوگا کہ مجھ سے بڑھ کر جہنم میں کسی کو عذاب نہیں ہو رہا، حالانکہ یہ سب سے ہلکے درجے کا عذاب ہے جو اس کو ہو رہا ہوگا۔ [1]

---

[1] بخاری: باب صفۃ الجنۃ والنار، حدیث: ۶۵۶۱/ مسلم: باب اھون اھل النار عذاباً، حدیث: ۵۳۶،

## جہنمیوں کی بھوک اور اُن کا کھانا

سیدنا ابوالدرداء سے مروی ہے کہ جہنمیوں کو بڑی زور سے بھوک لگے گی، اور وہ کھانا مانگیں گے کہ کچھ دے دو کھانے کے لئے، مر رہے ہیں بھوک سے، تو ان کو کھانے کے لئے کیا دیا جائے گا، کانٹے دار جھاڑیاں، خاردار جھاڑیاں، وہ دی جائے گی۔ یہ کھاؤ اس کے بعد وہ کہیں گے کہ یہ نہیں، کھانا دے دو کھانا، تو پھر ان کو کھانے کی چیز دی جائے گی، مگر وہ ایسا کھانا ہوگا جو حلق میں جا کر پھنس جائے گا نہ باہر نکلے گا، نہ اندر اترے گا، پریشان ہو جائیں گے، اور پریشان ہو کر وہ پانی مانگیں گے، اور پانی اس لئے مانگیں گے کہ دنیا میں بھی جب کوئی چیز حلق میں پھنستی تھی تو پانی پی لیتے تھے تو وہ اتر جاتی تھی، تو اس وقت ان کو گرم کھولتا ہوا پانی لوہے کے آنکڑوں میں پکڑ کر دیا جائے گا، ایسا کھولتا ہوا پانی کہ منہ کے قریب وہ پہنچے گا اور منہ جھلس جائے گا، اور جب ان کے پیٹ میں پہنچے گا تو اس کے اندر کی انتڑیوں کو کاٹ کر رکھ دے گا، اس پر وہ کہیں گے کہ بھائی جہنم کے داروغہ کو بلاؤ، کہاں ہے جہنم کا انچارج، کہاں ہے وہ مالک، ہم تم سے بات نہیں کرتے تم اپنے سنیئر افسر کو بلاؤ، شاید وہ ہمارے عذاب کو کچھ ہلکا کردے، **یخفف عنا العذاب**، یہ سن کر لوگ کہیں گے، **اَوَلَمۡ تَكُ تَاۡتِيۡكُمۡ رُسُلُكُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ**﴿غافر﴾ کیا تمہارے پاس رسول نہیں آئے تھے، آج کے دن سے ڈرانے کے لئے، کیا تم کو نہیں بتایا گیا تھا کہ یہ دن آئے گا۔ کیا تم سے نہیں کہا گیا تھا کہ گناہوں کی زندگی پر چلو گے تو یہ سب جھیلنا پڑے گا، یہ سب تم سے کہا گیا تھا۔ ان سے وہ لوگ جواب میں کہیں گے ہاں ہاں، ہمیں سمجھانے والوں نے سمجھایا تھا، ہمیں بتانے والوں نے بتایا تھا، اب ہم نے نہیں مانا تو کیا کریں، ان سے کہا جائے گا کچھ نہیں ہوسکتا، اب تم سے ایک کام ہوسکتا ہے پکارو جس کو پکارتے ہو، **وَمَا دُعٰٓؤُا الۡكٰفِرِيۡنَ اِلَّا فِىۡ ضَلٰلٍ**۝۵۰ ﴿غافر﴾ وہ نہ جانے کس کس کو پکاریں گے، مگر وہاں سننے والا کوئی نہیں ہوگا۔

## موت مانگنے پر بھی موت نہ ملے گی

اور آخر میں وہ لوگ کہیں گے: اللہ سے اتنی درخواست کردو کہ ہمیں ختم کردیں، ہمیں ہلاک کردیں، ہم جی نہیں سکتے، تو وہ ان کو جواب میں کہے گا انکم ماکثون، تم ہمیشہ رہو گے، تمہیں آج ہلاک نہیں کیا جائے گا، تمہاری کھال جب جل جائے گی تو دوبارہ تمہاری نئی کھال بنائی جائے گی اور پھر سے جلانا شروع کیا جائے گا اور تم کو بار بار عذاب دیا جائے گا، اور ہر اگلا عذاب پچھلے عذاب سے سخت ہوگا، یہاں تک کہ کبھی تم کو فنا نہیں ملے گی۔ ہلاک نہیں ہوگے تم، تمہیں کبھی چھٹکارا نہیں ملے گا۔[۱]

---

[۱] ترمذی: باب ماجاء فی صفة اھل النار، حدیث: ۲۷۸۹،

## ہم تیزی سے جہنم کی طرف بڑھ رہے ہیں

یہ ہے وہ جہنم جس کی طرف ہم آنکھ بند کر کے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ ہر صبح ہم جہنم کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں، ہر شام ہم جہنم کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں، ہر غیبت میں ہم جہنم کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں، ہر بدنظری میں، ہر ماں باپ کی بے ادبی سے، ہر مرتبہ سودی کاروبار کر کے ہم جہنم کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں۔ ہم نمازوں میں سستی کر کے جہنم کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں، ہم اپنی بیویوں کے ساتھ زیادتی کر کے، ہم اپنے بچوں کی اچھی تربیت نہ کر کے خود بھی جہنم کی طرف اور انکو بھی جہنم کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ اللہ ہم کو کیا ہو گیا، آج ہم یہاں آپ سے توبہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اللہ ہم آپ کو گواہ بنا کر کہتے ہیں دنیا کی معمولی سی تکلیف سے اس سے زیادہ ڈرتے ہیں جتنا جہنم سے ڈرتے ہیں۔ ہم اپنے چولہے کی آگ سے، اور گرمی کے موسم سے اور دھوپ کی گرمی سے اس سے زیادہ ڈرتے ہیں جتنا ہم جہنم کے کھولتے ہوئے پانی سے اور جہنم کی آگ سے ڈرتے ہیں، کیا ہو گیا خوف نہیں ہے ہمارے دلوں میں۔۔ اللہ آج ہمارے دلوں کو جنت کا شوق دیکر بھیجئے اور جہنم کا خوف دیکر بھیجئے۔ جہنم کا خوف مل جائے۔ واللہ العظیم ہماری مصیبت یہ ہے کہ ہمارے دل میں جہنم کا خوف نہیں ہے۔

## آخرت اور جہنم کا خوف

جہنم کا خوف جب پیدا ہوتا تھا تو کیا ہوتا تھا، ایک صحابی نماز میں کھڑے ہیں اور آیت پڑھی ہے

| | |
|---|---|
| فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝ ﴿سورۃ القارعۃ﴾ | (وہاں اعمال کی تول ہوگی) تو جس کے پلڑے وزنی ہوں گے (ایمان اور ایمان والی زندگی کے وزن سے) ﴿۶﴾ وہ ہوگا ایسے عیش (اور آرام و آسائش) میں جو اسکی خواہش اور مرضی کے مطابق ہوگا ﴿۷﴾ اور وہ جس کے پلڑے (ایمان اور ایمان والی زندگی کے وزن سے خالی ہونے کی بنا پر) ہلکے ہوں گے ﴿۸﴾ اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا (جس کا نام ہاویہ ہے، جس کے معنی ہیں گہرا گڑھا) ﴿۹﴾ اور آپ کو پتا ہے کہ ہاویہ کیا ہے؟ ﴿۱۰﴾ (وہ خالی گڑھا نہیں) ایک دہکتی ہوئی آگ ہے (جس سے وہ بھرا ہوا ہے) ﴿۱۱﴾ |

چیخ ماری اور گر پڑے اور وہی پر ان کا انتقال ہو گیا۔ ایک نوجوان صحابی کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی گئی کہ وہ اپنے گھر میں نوجوان قرآن کی تلاوت کر رہا تھا اور قرآن کی تلاوت کرتے کرتے وہ جہنم کے

تذکرہ والی آیت پر پہنچا، تو چیخ ماری، قرآن پر گرا اور تڑپ رہا ہے۔ اللہ کے رسول نے جیسے ہی سنا آپ فوراً اس کے پاس پہنچے، آپ نے جا کر اس کے پاس بیٹھ کر کہا بیٹا کیا حال ہے، کہنے لگا، جہنم کے تذکرہ نے میرے کلیجے کو پھاڑ دیا ہے۔ دعا کیجئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جاؤ اللہ نے تم کو اس جہنم سے بچا لیا۔ اور اسی وقت اس کا انتقال ہوگیا، حضور وہیں بیٹھے تھے، حضور کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اس کے بعد حضور نے فرمایا باہر نکلتے ہوئے، اس بندے کے دل وجگر کو جہنم کے خوف نے پھاڑ دیا وہ اس کو تاب نہ لا سکا، اور مر گیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو جنت الفردوس میں جگہ دے دی۔

جہنم کا خوف جن دلوں میں ہوتا ہے وہ ہر وقت ہنسا نہیں کرتے، فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا ﴿التوبۃ﴾، جہنم کا خوف جس دل میں ہوتا ہے وہ پوری رات جانوروں کی طرح نہیں سوتے، كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ﴿١٧﴾ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿١٨﴾ ﴿الذاریات﴾ جہنم کا خوف جس دل میں ہوتا ہے وہ اپنے مال میں بخل نہیں کرتے ہیں، وہ غریبوں کو خوب کھلاتے ہیں، اپنا کھانا بھی کھلاتے ہیں، خود بھوکے سو جاتے ہیں، کسی یتیم کو کھلا دیتے ہیں، اپنے بچے کے کپڑے کسی یتیم بچے کو پہناتے ہیں، جہنم کا خوف جب دل میں ہوتا ہے تو نماز کا شوق دل میں ہوتا ہے، مال کے خرچ کرنے میں انسان فراخ دل ہوجاتا ہے، تلاش کرتا ہے کون ہے وہ غریب چپکے سے جس کی میں خدمت کروں اور اللہ مجھے جہنم سے بچالے۔ کیونکہ بہت سی آیات اور بہت سی احادیث میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا ہے میرے بندو اور بندیو! تم کو ایک آسان ترکیب بتاتا ہوں، اگر تم اپنے کو جہنم سے بچانا چاہتے ہو اور جنت میں آنا چاہتے ہو تو ایک ترکیب بتاتا ہوں، تم کو جو میں مال دیتا ہوں، ان پیسوں کو غریبوں پر خرچ کیا کرو، بیواؤں اور یتیموں پر بھی خرچ کردیا کرو، مسکینوں پر بھی خرچ کردیا کرو، مریضوں کے علاج پر خرچ کردیا کرو، قیدیوں کی رہائی پر خرچ کردیا کرو، اس مال کو اگر خرچ کروگے تو میں تمہاری مغفرت کروں گا، میں تم کو جہنم سے بچالوں گا۔

# خدمت خلق

## جنت پانے اور جہنم سے بچنے کی ایک ترکیب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ ارشادات سنئے، تاکہ ہم سب کے دلوں میں امید پیدا ہوجائے، ہمارے دلوں میں ایک عزم پیدا ہوجائے، ایک راستہ ملے، ہم کیسے جنت کو حاصل کریں، اور کیسے اپنے

آپ کو جہنم سے بچائیں، میرے عزیز بھائیو، بہنو قابل احترام لوگو! دل کے کانوں سے سننا اور آج اللہ سے خوب دعا مانگنا کہ مستقل زندگی میں اللہ اپنے کمزور بندوں اور بندیوں کی خدمت کے لئے مجھے قبول کر لیجئے، سنئے بعض احادیث اس سلسلے کی سنائی جاتی ہیں۔ کل یہاں پر اس کا مذاکرہ ہوا، بہت سے نوجوانوں نے ممداپور کے نوجوانوں نے بھی اور ہمارے بعض طلباء نے اور بعض مستورات نے، باقاعدہ مجھ سے یہ کہلوایا کہ آج کا بیان بھی اگر اس موضوع پر ہو جائے تو اچھا ہے لیکن میں یہ سوچنے لگا کہ جنت کا سوال اور جہنم کی پناہ مانگنا اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے، کہ جنت خوب مانگو رمضان میں، اور خوب جہنم سے پناہ مانگنا رمضان میں، تو میں نے یہ سوچا کہ جب تک دل میں تمنا پیدا نہیں ہوگی، جب تک ہم جانیں گے نہیں کہ جنت ہے کیا؟ اس کا شوق پیدا نہیں ہوگا، شوق پیدا ہوگا تب ہی تو دعا نکلے گی، اور جب ہم جانیں گے کہ جہنم کیا ہے؟ تو پھر اس سے ڈر لگے گا اور پھر اس ڈر کی وجہ سے ہمارے دل سے وہ دعائیں نکلیں گی تو میں نے ارادہ کیا کہ میں دونوں چیزوں کو سمیٹ لوں، پہلے تو میں جنت اور جہنم کا کچھ بیان کر کے اپنے اور آپ کے دل کے اندر اس تمنا کو جگاؤں، اور اس خوف کو جگاؤں، اور آخر میں سب کے لئے ایک ترکیب بتاؤں جو سب کے لئے آسان ہے، امیروں کے لئے بھی، غریبوں کے لئے بھی، بوڑھوں کے لئے بھی، جوانوں کے لئے بھی، مردوں کے لئے بھی، عورتوں کے لئے بھی، اور وہ عمل کیا ہے۔ وہ ہے اللہ کے کسی کمزور بندے کی خدمت۔ کتنا پسند ہے اللہ کو یہ کام، ذرا اندازہ کریں۔

## کسی حاجت مند کی مدد جہاد فی سبیل اللہ کے مانند

صحیح بخاری و مسلم کی روایت ہے رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی بے چاری بے شوہر والی عورت، یا کسی مسکین حاجتمند کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا بندہ اللہ کے نزدیک اور اجر وثواب میں راہ خدا میں جہاد کرنے والے بندے کے برابر ہے۔ اللہ اکبر کبیرا۔ سوچیں ذرا کتنا اونچا عمل ہے اللہ کے راستے میں جان کی بازی لگانا۔ خون بہا دینا، جان، مال کی قربانی، کتنا عظیم عمل ہے لیکن حضور فرما رہے ہیں کہ میرا کوئی امتی اس بات کے لئے دوڑ دھوپ کرتا ہے، کہ اللہ کے کسی کمزور بندے، بندی کی مدد ہو جائے، اس کی کچھ خدمت ہو جائے، تو اس کا اجر وثواب اس شخص کے برابر ہے جو اللہ کے راستے میں جان کی بازی لگا دے۔ اب اللہ کے راستے میں جان کی بازی لگانے کا ہمارے سامنے فی الحال موقع نہیں ہے۔ لیکن یہ موقع ہم میں سے ہر ایک کے سامنے ہے، خود مدد کرنا، یہاں تک کہ آپ نے فرمایا **الساعی علی الارملة**

**والمسکین** یعنی اس میں خود مدد کرنے والا بھی آ گیا اور دوسروں کو اس کارِ خیر کی طرف متوجہ کرنے والا بھی آ گیا۔ کسی بیوہ عورت کا کام ہے، پھنسا ہوا ہے، وہ کسی نے کرا دیا، دوڑ دھوپ کر لی، کوئی سرکاری کاغذ بننا تھا وہ بیچاری نہیں بنوا سکتی، وہ سرکاری کاغذ بنوا دیا، کچھ اس کے لئے وظیفہ کا انتظام کر دیا گیا، کچھ اس کے سر کے ڈھانکنے کے لئے چادر کا انتظام کر دیا گیا، فرمایا جس نے انتظام کیا اور جس نے انتظام کی فکر کی، دوڑ بھاگ کی، سب کے سب کا مقام اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے اور حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں مجھے تو یہ یاد آتا ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ایسا کرنے والا بندہ اس بندے کی طرح ہے جو پوری رات کی عبادت میں کبھی سستی نہ کرتا ہو، راتوں کو جاگ کر اللہ کے سامنے روتا ہو، قیام اللیل اور تہجد کا پابند ہو، اور مجھے تو ایسا یاد آتا ہے۔ کہ آپ نے یہ فرمایا کہ غریب کی خدمت کے لئے دوڑ بھاگ کرنے والا انسان اس بندے کی طرح ہے جو مستقل روزہ رکھتا ہو، کبھی روزہ کا ناغہ کرتا ہی نہ ہو۔ [۱]

## یتیم پروری پر عظیم انعام کی خوشخبری

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے۔ صحیح بخاری کی روایت ہے، حضرت سہل بن سعد راوی ہے، آپ نے فرمایا کہ دیکھو کسی یتیم بچے کی کوئی پرورش کرتا ہے وہ چاہے اپنوں کا بچہ ہو یا غیر کا یتیم بچہ، کفالت کرتا ہے، پرورش کرتا ہے، اس کے رہنے سہنے کا، پڑھنے کا انتظام کرتا ہے، تو میں اور وہ جنت میں اس طرح قریب قریب ہوں گے، آپ نے اپنی شہادت والی انگلی اور اس کے بغل والی بیچ والی انگلی ان دونوں کو آپ نے اس طرح قریب قریب کر کے دکھایا کہ دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ تھا۔ [۲] کیا نصیب ہے، کہاں ہم اور کہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنت، ذرا سوچو میرے عزیزو! لیکن یہ عمل ہمیں کہاں سے کہاں پہنچا دے گا، شاید آپ کی نگاہ میں یہ عمل اتنا اہم نہیں ہے۔

## اللہ کی مخلوق کی خدمت؛ ایک بہت اُونچا عمل

اسی لئے اکثر جن لوگوں کا ذوق عبادت ہوتا ہے، خوب عبادت کرتے ہیں، تلاوت کرتے ہیں، نفلیں پڑھتے ہیں، ذکر کرتے ہیں، اکثر و بیشتر وہ لوگ اپنے ان ساتھیوں اور ان بھائیوں کو کوئی بہت زیادہ بلند نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ جو اتنی نفلیں نہیں پڑھتے، اتنے روزے نہیں رکھتے، اتنا ذکر و عبادت نہیں کرتے،

---

[۱] بخاری: باب الساعی علی المساکین، حدیث: ۶۰۰۷، /مسلم: باب الأحسان الی الأرملۃ والمساکین والیتیم، حدیث: ۷۶۵۹۔ [۲] بخاری: باب فضل من یعول یتیماً، حدیث: ۶۰۰۵،

لیکن وہ خدمت خلق کے کام میں دوڑتے بھاگتے ہیں۔ بیواؤں، یتیموں، غریبوں کی فکر میں۔ وہ فکر کرتے ہیں، ان کے لئے کوشش کرتے ہیں، لوگوں کو متوجہ کرتے ہیں کہ لوگو! اپنے طور پر، انفرادی طور پر، اپنے خاندانوں میں، اپنے محلوں میں، اپنے گاؤں میں، اپنے علاقوں میں وہاں بھی اس کی فکر کرو۔ اور اجتماعی طور پر بھی اس کا نظم قائم کردو۔ کہ پھر اس کے بعد ایک مرحلہ ایسا آئے جیسا صدیوں رہ چکا ہے کہ دنیا میں کوئی انسان پریشان ہوتو وہ صرف محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کو پکارتا تھا، کسی اور کو نہیں پکارتا تھا، اور فوراً لوگ دوڑتے تھے اسکی مدد کے لئے۔ صدیوں مسلمانوں نے اس طرح زندگی گزاری ہے۔ آج کے زمانے میں یہ والا شعبہ بہت نظر انداز ہوا ہے اور یہاں تک نظر انداز ہوا ہے کہ ہم لوگ تو اس کو حقیر سمجھنے لگے ہیں، اور نہیں سمجھتے کہ اس کا وہ درجہ ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دور تک دیکھنے والی نظر نے شاید یہ دیکھ لیا تھا کہ لوگ عبادت والے عمل کو، دین کی محنت والے عمل کو تو بہت اونچا سمجھیں گے، لیکن غریبوں کی خدمت والے عمل کو شاید اتنا اونچا نہ سمجھیں۔ شاید آپ نے اسی لئے یہ فضیلتیں ذکر فرمائی ہیں۔

اور چنانچہ اسی سلسلہ کی ایک اور حدیث سنئے، حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے جس بندے نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم بچے کو لے لیا، اور اپنے کھانے پینے میں شریک کرلیا تو اللہ ضرور بالضرور اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ الا یہ کہ اس نے کوئی ناقابل معافی گناہ کرلیا ہو۔ [۱] ہم نے ابھی قیامت کے دن کی تکلیفوں کو اور آخرت کی پریشانیوں کو اور جہنم کی ہولناکیوں کو سنا۔ اس سے بچنے کا راستہ کیا ہے؟ ایک راستہ یہ بھی ہے، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن عمر والی اس روایت میں بیان فرمایا کہ ہر ایمان والا دوسرے ایمان والے کا بھائی ہے، نہ تو خود اس پر ظلم وزیادتی کرے، نہ دوسروں کا مظلوم بننے کے لئے اس کو بے یارومددگار چھوڑے اور جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرے گا، اس کی ضرورت پوری کرے گا۔ اور جو کوئی کسی کی تکلیف، مصیبت کو دور کرے گا، اللہ قیامت کے دن اس کی مصیبتوں کو دور کرے گا۔ اور جو کوئی کسی کے کوئی عیب کو چھپائے گا، اللہ قیامت کے دن اس کے عیبوں کو چھپالے گا۔ [۲]

ایک اور حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا، حضرت ابوسعید خدری کی روایت ہے، جو کسی شخص کو جس کے پاس لباس نہ ہو، اس کو کپڑا دیدے، اللہ اس کو جنت کے سبز جوڑے عطا فرمائے گا۔ فرمایا اور جو

---

[۱] ترمذی: باب ماجاء فی رحمۃ الیتیم وکفالتہ، حدیث: ۱۹۴۱، [۲] بخاری: باب لایظلم المسلم المسلم ولا یُسلمہ، حدیث: ۲۴۴۲،

کسی کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلا دے اللہ اس کو جنت کے پھل اور میوے کھلائے گا۔ اور جو ایمان والا کسی کو پیاس کی حالت میں پانی پلا دے اللہ اس کو نہایت نفیس پانی پلائیں گے، جس پر غیبی مہر لگی ہوئی ہوگی۔[1]

ہم نے جنت کے مشروبات کے تذکرے سنے تھے۔ جنت کے لذیذ مشروبات پلائے جائیں گے۔ کس عمل کے طفیل یہ ہوگا۔ فرمایا کسی کو پیاس کی حالت میں کوئی مشروب پلا دے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے جنت کی شراب طھور پلائے گا۔ اس عمل کی عظمت اپنے دل میں بٹھاؤ۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے، اپنی مخلوق سے اتنا پیار ہے۔ ایک مخلوق دوسرے مخلوق کی مدد کرتی ہے، اللہ تعالیٰ کو مدد کرنے والی وہ مخلوق پیاری لگتی ہے۔ آپ خود سوچو ایک ماں سوچیں، آپ کی اولاد، آپ کا بچہ، آپ کی بیٹی، آپ کا پوتا، آپ کی پوتی، کسی مشکل میں پھنس جائے، پھر آپ کو خبر ملے کہ فلاں شخص نے میرے بچے کو بروقت بچالیا، میرا بچہ تیرنے کے لئے کودا تھا، ڈوبنے لگا، فلاں شخص نے اپنی جان جوکھم میں ڈال دی، اور چھلانگ لگا دی، دریا میں کود کر میرے بچے کو بچالیا۔ میرا بچہ کھیلتے کھیلتے آگ میں جا رہا تھا، فلاں عورت نے، فلاں مرد نے فلاں شخص نے میرے بچے کو جلنے سے بچالیا۔ آپ بتائیے کہ آپ کے دل میں اس شخص کی محبت ہوگی کہ نہیں ہوگی؟ کتنا آپ اس شخص سے خوش ہوں گے۔ ہزار کوئی اس کی برائی آپ کے سامنے بیان کرے۔ آپ کہیں گے کہ دیکھو یہ معاملہ اس کے اور فلاں کے درمیان ہے، مجھ پر اس کا ایسا احسان ہے کہ میں قیامت تک بھول نہیں سکتا۔ میرے بچے کے ساتھ کوئی نیک سلوک کرے گا، تو میں یقیناً اس کو پسند کروں گا، اور میرا جی چاہے گا کہ کوئی موقع آئے، تو میں اس کے احسان کا بدل دوں۔ یقین مانو جتنی محبت ایک ماں باپ کو اپنے بچے سے ہوتی ہے اس سے زیادہ اللہ کو اپنے بندے اور بندی سے ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں کہ میرے فلاں غریب بندے کی فلاں نے مدد کی، میری فلاں بیوہ بندی کی فلاں نے مدد کی، میرے فلاں محتاج بندے کی فلاں نے مدد کی، تو اللہ تعالیٰ بھی دیکھ لیتے ہیں میرے بندے نے مجھ پر احسان کر دیا ہے۔ کیونکہ اس نے میرے بندے پر احسان کیا ہے اور میں اپنے بندوں پر احسان، اپنے اوپر احسان مانتا ہوں اور اس کا بدلہ میں اس طرح دوں گا کہ اس بندہ کو جہنم سے بچا کر جنت میں بھیج دوں گا۔ اللہ اپنے بندے پر کئے جانے والے احسان کو اپنے اوپر احسان مانتے ہیں، یہ جملہ تو ایسا ہے کہ اس جملہ پر ہماری چیخ نکل جانی چاہئے۔ اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں، یہ بھی ایک حدیث کا مضمون ہے۔

---

[1] سنن ابی داؤد: باب فی سقی الماء، حدیث: ۱۶۸۴،

ایک حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک بندے کو بلائیں گے، اور اس سے پوچھیں گے بندے میں بیمار تھا، اور تو میری عیادت کرنے کے لئے نہیں آیا۔ بندہ حیرت میں پڑ جائے گا کہ میں سمجھا نہیں آپ اور بیماری، میں آپ کی عیادت، تب اللہ تعالیٰ کہیں گے کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اگر تو اس کی عیادت کے لئے جاتا، **لو جدتنی عنده**، تو مجھ کو وہیں پاتا، میں وہی ملتا تجھ کو، میرے بندے کی عیادت تو نے نہیں کی گویا میری عیادت نہیں کی۔ کسی اور کو بلائیں گے اور اس سے پوچھیں گے میں بھوکا تھا اور میں تیرے پاس مانگنے کے لئے آیا تھا لیکن تو نے مجھ کو کچھ نہیں دیا، بندہ حیرت سے کہے گا کہ آپ اور بھوک، آپ اور محتاجی، یہ میں سمجھ نہیں پا رہا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کہیں گے کہ ایک دن میرا بندہ تمہارے دروازے پر پکارتا ہوا آیا تھا، ایک بندہ محتاج تمہارے پاس آیا تھا، اگر تو اس کو اس وقت کچھ دے دیتا، تو **لو جدتنی عنده**، تو مجھے وہیں پاتا۔[1]

اے میرے بھائیوں اور بہنوں ہم بار بار اللہ سے کہتے ہیں کہ ہم آپ کو تلاش کرنے آئیں ہیں۔ اللہ ہم آپ کو ڈھونڈنے آئے ہیں، اللہ بتایئے کہ آپ ہم کو کہاں ملیں گے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہزاروں مرتبہ صلوۃ وسلام بھیجو، انہوں نے بتا دیا کہ اللہ کہاں ملیں گے؟ اللہ ملیں گے غریبوں کے پاس، اللہ ملیں گے محتاجوں کے پاس، اللہ ملیں گے ٹوٹے دل، بیواؤں، بے سہارا عورتوں کے پاس، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ جنت کا شوق اپنے دل میں لاکر، جہنم کا خوف اپنے دل میں رچا بسا کر آج یہ عاجز آپ کو دو باتیں یاد دلاتا ہے، ایک تو یہ کہ اب سے لیکر رمضان کے آخر تک، روزانہ پچاسوں مرتبہ اپنی زبان میں اللہ سے جنت مانگئے، جنت کا تصور کر کے مانگئے، جنت کے بازاروں کا حسن، جنت کی حوروں کا تصور، جنت کی نہروں کا تصور، جنت کے باغات کا تصور، جنت کے مشروبات کا تصور، جنت میں نبیوں کے دیدار کا تصور، صحابہ اور اولیاء اللہ سے ملاقات کا تصور، اور سب سے بڑھ کر جنت میں اللہ کے دیدار کا تصور کر کے اس جنت کو اللہ سے مانگئے، ابھی بھی دل دل میں کہئے اللہ وہ جنت دیجئے جس میں حضور سے ملاقات ہوگی، اللہ وہ جنت دیجئے جس میں صحابہ سے ملاقات ہوگی، اللہ وہ جنت دیجئے جس میں کبھی نہ ڈھلنے والا حسن وجمال ملے گا، جس میں ایسی حوریں ملیں گی، جس میں ایسے مشروبات ملیں گے۔

اسی طرح جہنم کا تصور کر کے، خون و پیپ کا تصور کر کے، وہاں کے سانپ اور بچھوؤں کا تصور کر کے، وہاں کی آگ کا، کھولتے ہوئے پانی کا، زقوم کا، کاٹھل کا تصور کر کے، شراب حمیم کا تصور کر کے اور

---

[1] مسلم: باب فضل عیادۃ المریض، حدیث: ۶۷۲۱

وہاں کی پٹائی اور مار کا تصور کر کے، با قاعدہ تصور کر کے، اور پھر اللہ سے مانگئے کہ اللہ اس جہنم سے بچا لیجئے۔۔۔ یہ دو عمل ہے جو اللہ کے رسول ﷺ نے رمضان میں کثرت سے کرنے کے لئے بتائے ہیں، جنت کی کثرت سے دعا کرنا، جہنم کی کثرت سے پناہ مانگنا۔

## اللہ کی مخلوق کے کام آنا

اور دوسری بات جو اللہ کے رسول ﷺ نے بہت پیار سے اور بڑی تفصیل سے بتائی ہے اور وہ سب کر سکتے ہیں، شاید ہم میں سے سب لوگ راتوں کو جاگ کر اللہ کی عبادت نہیں کر پا رہے ہیں، شاید ہم میں سے بہت سے لوگ بہت زیادہ نفلی اعمال نہیں کر پا رہے ہیں، اور اسی وجہ سے گھبرائے گھبرائے رہتے ہیں، کہ باوجود کوشش کے ہم اتنا ذکر نہیں کر پا رہے ہیں، ہم تلاوت نہیں کر پا رہے ہیں، ہم مراقبہ نہیں کر پا رہے ہیں، ہم تہجد نہیں پڑھ پا رہے ہیں، ہم اتنے نفلی روزے نہیں رکھ پا رہے ہیں، پھر ہم کو کیسے ملے گی جنت؟ آج کی اس مجلس میں اللہ کے رسول ﷺ کی بتائی ہوئی ایک ترکیب سامنے آئی ہے، اگر ہم اپنے پیسوں سے، اپنے وقت سے کسی بھی طرح انفرادی طور پر، اجتماعی طور پر، غریبوں کی مدد کریں گے، چاہے وہ مسلمان ہو، چاہے وہ ہندو ہو، چاہے وہ سکھ ہو، اور چاہے وہ عیسائی ہو، چاہے وہ کوئی ہو، اللہ کے رسول ﷺ رحمۃ للعالمین تھے اور انہوں نے جب ہم کو مدد کرنے کی ترغیب دی ہے تو آپ نے ارشادات میں عام بات فرمائی ہے۔ بلکہ انہوں نے یہاں تک اشارہ کر دیا، اگر تم اللہ کو راضی کرنے کی نیت سے کسی جانور کو بھی پانی پلا دو گے تو اللہ تم کو معاف کر دیں گے، ایک کتے کے پلے کو پانی پلا کر ایک گناہگار عورت نے، یہ واقعہ آپ نے سنا ہوگا۔[۱] کیا میرے اور آپ کے گناہوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ انسان کی خدمت پر معاف نہیں کر دے گا۔

## اپنی مغفرت کروانے کے بہانے تلاش کیجئے

مغفرت کا مہینہ آنے والا ہے، اللہ کے بندوں یہ مغفرت کا موسم ہے۔ اور ہم سب مغفرت کو ڈھونڈنے نکلے ہیں۔ اور اس کی بہت آسان ترکیب ہے آج آپ طے کر لیجئے، اور آج ہی نہیں پورے مہینے خرچ کیجئے، پورے سال خرچ کیجئے، اس کا اپنے کو عادی بنا لیجئے، اپنے گھر والوں کو عادی بنا لیجئے، ضرور ہفتے میں کوئی نہ کوئی ایک دن نکال لیجئے کسی اسپتال جا کر غریب مریضوں کے پاس دو منٹ کھڑے ہو جایئے، آپ ذرا ان سے تسلی کے دو بول بول دیجئے، اسی طرح اگر ان کے پاس دواؤں کی کمی ہے تو دواؤں کا انتظام

[۱] بخاری: باب فضل سقی الماء، حدیث: ۲۳۶۳۔

کر دیجئے، کچھ کر دیجئے، اپنے پڑوسیوں میں یہ خیال کئے بغیر کہ کون کس مذہب کو ماننے والا ہے، سب اللہ کے بندے ہیں، سب انسان ہیں، سب آدم کی اولاد ہیں۔ اور سب ہم گویا ایک ماں باپ کی اولاد ہیں، اگر ہم اس مزاج کے ساتھ انشاء اللہ اپنے مالوں کے انفرادی اور اجتماعی طور پر خرچ کرنے کی ترتیب بنائیں گے تو انشاء اللہ ثم انشاء اللہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری مغفرت کر دیں گے۔ اور ہماری اصل ضرورت مغفرت ہے۔ ہماری سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ہم جہنم سے بچ جائیں، اور ہم جنت میں پہنچ جائیں، اللہ کے بندو جنت میں جانا کھیل نہیں ہے، جہنم سے بچنا کھیل نہیں ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو آسان کر دیا ہے اس طرح کہ ذرا سا اپنے مال کی محبت کو ذرا سا دباؤ، ذرا سا نفس پر جبر کر کے اللہ کے راستے میں نکالو، اللہ کے کمزور بندوں کی فکر کرو، یہ شعبہ اللہ کرے کہ اس امت میں زندہ ہو جائے، اللہ کرے کہ زندہ ہو جائے۔

## خدمت خلق اور بیت المال کے معاملے میں ہماری کوتاہ عملی

ہمیں شرمندگی کے ساتھ اس بات کا اعتراف ہے کہ امت محمدیہ میں دین کے اور شعبوں پر واقعی محنت ہو رہی ہے۔ اور الحمدللہ یقیناً زندہ ہے، لیکن جو مال کے صحیح خرچ کرنے کی اسلامی ترتیب ہے، اور جو اپنے معاشرے کے کمزور طبقات کی خدمت کرنے کا جو مزاج ہے اس سلسلے میں ہم بہت کوتاہ ہیں۔ آج دنیا کی قومیں سمجھ ہی نہیں سکتیں کہ اسلام کس قدر زور دیتا ہے غریبوں کی خدمت پر، مریضوں کی عیادت پر، جانتے ہی نہیں لوگ، سمجھتے ہی نہیں لوگ۔ دوسری قوموں کے بارے میں تو ساری دنیا میں مشہور ہے کہ فلاں قوم بڑا سوشل ورک کرتی ہے، بہت خدمت خلق کرتی ہے، بہت اسپتال کھولتی ہے، اور بہت یہ کرتی ہے اور بہت وہ کرتی ہے۔ مگر افسوس! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت بلکہ ہم اور آپ خود اس سلسلے میں بہت پیچھے ہو گئے ہیں۔ اللہ کرے کہ آج ہم اپنے عزائم کے ساتھ، اپنی توبہ کے ساتھ اس کو شامل کریں کہ ہم اللہ سے خوب جنت مانگیں، اللہ تعالیٰ سے جہنم سے پناہ مانگیں اور اس کا یہ راستہ بھی ضرور اختیار کریں۔ روزوں کے ساتھ، تلاوت کے ساتھ، ذکر وعبادت کے ساتھ، کچھ اعمال خدمت کو بھی جوڑ لیں، مرد بھی جوڑ لیں، عورتیں بھی جوڑ لیں، بچوں بچوں کا یہ ذہن بنائیے، عید آ رہی ہے، آپ اپنے بچوں کے لئے عید کا جوڑا بنائیں گے، بڑی آسانی کے ساتھ آپ یہ کر سکتے ہیں کہ آپ تلاش کریں، معلومات کریں، کوئی ایسا یتیم بچہ، کوئی غریب بچہ، جس کے ماں باپ نہ ہوں، یا جس کے ماں باپ اس کے لئے نیا جوڑا نہ بنوا پا رہے ہوں۔ تو آپ اس کے لئے بھی ایک جوڑا بنوا دیجئے۔ یقین کیجئے شاید وہی جوڑا مغفرت کا ذریعہ بنے گا۔ یہ ہے اسلام، یہ ہے دین۔ ذکر کا مقصد، بیعت کا مقصد، توبہ

کرنے کا مقصد، اللہ کے راستے میں نکلنے کا مقصد، صرف دو چار تسبیح پڑھنا نہیں ہے، صرف تشکیل کرنا اور گشت کرنا نہیں ہے، مقصد ذکر کا بھی یہ ہے کہ پورا دین زندگی میں آجائے اور مقصد اللہ کے راستے میں نکلنے کا بھی یہ ہے کہ پورا دین زندگی میں آئے۔ اوراس پوری زندگی میں ایمانیات بھی ہیں، اوراس میں عبادات بھی ہیں، اور ان میں اخلاقیات بھی ہیں، اوراس پورے دین میں معاشرت بھی ہیں، اوراس پورے دین میں معاملات بھی ہیں، اوراس پورے دین میں قلبی جذبات بھی ہیں۔

## خدمت خلق دین کا ایک اہم شعبہ

اللہ کے بندوں اپنی اصلاح کے لئے آگے بڑھنے والے تمام بھائیوں سے بڑی محبت کے ساتھ گزارش ہے کہ پورے دین کو اپنا نشانہ بنائیں۔ اور پورے دین پر عمل کرنے کو اپنا ہدف بنائیں، ایک آدھ چیز لیکر آپ راضی نہ ہوجایئے، پورا دین زندگی میں آئے، آج زندگی میں دین کے ایک بہت اہم شعبہ کا بیان ہوا ہے اور وہ ہے غریبوں کی خدمت، یہ اخلاق کے شعبہ کی چیز ہے، یہ معاشرت کے شعبہ کی چیز ہے، حقوق ہیں ہمارے اوپر، ہمارے غریب بھائیوں، بہنوں کے ہم پر حق ہیں، یہ ہماری طرف سے صدقہ خیرات نہیں ہے یہ ان کا ہم پر حق ہے ۔وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾ ﴿الذاریات﴾ یہ حق ہے جس کا اللہ مطالبہ کریں گے، یہ حق ہے۔ ہم کوئی خیرات نہیں کریں گے، کسی کو دس روپئے دے دیں گے، اور جب تک ہم اللہ کے بندوں کے حق کو نہیں ادا کریں گے، سچی بات یہ ہے کہ ہم دین کے اوپر عمل کرنے سے محروم رہ گئے۔

## رمضان میں دعا کی قبولیت

رمضان مبارک میں کی جانے والی دعائیں بہت ہی یقین و امید سے کی جائیں کہ اس مہینے کی دعائیں اللہ تعالیٰ ضرور قبول کریں گے، اس کا اشارہ قرآن مجید میں ایک جگہ ملتا ہے، سورہ بقرہ میں جہاں روزہ کے احکام والی آیات ہیں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ انہی روزوں کے احکام والی آیات کے بیچ میں اچانک اللہ نے فرمایا ہے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ پیارے رسول جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو ان کو بتادینا فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ ﴿البقرۃ﴾ کہ میں قریب ہوں۔ علماء نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کی آیات میں ایک ربط ہوتا ہے، یہ روزوں کے سلسلے کی، رمضان کے سلسلے کی، آیات کے درمیان، اچانک یہ

فرمادینا کہ اگر میرے بندے تم سے میرے بارے میں پوچھیں تو کہہ دینا کہ میں قریب ہوں اور پھر یہ کہہ دینا کہ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿۱۸۶﴾ ﴿البقرۃ﴾ میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں، جب بھی وہ پکارتا ہے۔علماء نے لکھا ہے رمضان وروزے اور ذکر کے درمیان یہ جو دعا کا تذکرہ کیا گیا ہے یہ اس بات کا اشارہ کرنے کے لئے کیا گیا ہے کہ میرے بندو، روزے کی حالت میں جب تم بھوکے پیاسے ہوتے ہو، اس وقت اگر تم مجھ سے کچھ مانگو گے تو مجھے حیاء آئے گی اس بات پر، کہ میں اس دعا کو قبول نہ کروں۔تو آیئے بڑے یقین کے ساتھ، بڑی امید کے ساتھ اللہ سے آج جنت مانگ لیں، اللہ سے آج پناہ مانگ لیں اور اللہ تعالیٰ سے پورے دین پر عمل کرنے کی توفیق مانگ لیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆

# الفرقان کی ڈاک

[محترم مولانا محمد کاظم ندوی دارالعلوم فاروقیہ، کاکوری (لکھنؤ) میں تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ تصنیفی خدمات بھی انجام دے رہے ہیں، متعدد کتابیں ان کے قلم سے نکل چکی ہیں، نثر نگاری کے ساتھ شاعری کا بھی ذوق رکھتے ہیں، ذیل میں ان کا مکتوب جو انہوں نے برادر محترم جناب مولانا محمد حسان نعمانی کے نام لکھا تھا وہ اور صاحب الفرقان حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کی یاد میں لکھی گئی ان کی تازہ نظم ملاحظہ فرمائیں —— مدیر]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادر محترم جناب مولانا محمد حسان صاحب نعمانی ندوی زیدت عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ مزاج بخیر ہوگا، میں کسی قدر بخیر ہوں۔

اس سے پہلے میں نے اپنے بہت سے بڑوں کے انتقال پر ملال کے موقع پر منظوم نظرانۂ عقیدت پیش کیے، جو اخبارات و رسائل اور جرائد میں شائع ہوئے، ان حضرات میں امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحبؒ، مفکر اسلام سید مولانا ابوالحسن ندویؒ، حضرت قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ، حضرت مولانا عبدالحلیم فاروقیؒ، حضرت مولانا محمد ثانی حسنیؒ، حضرت مولانا محمد الحسنیؒ وغیرہم حضرات شامل ہیں، یہ سارے کلام میری کتاب "صبحِ سعادت" میں چھپ کر محفوظ ہو گئے ہیں۔

آپ کے والد گرامی کے انتقال کے موقع پر میں کہیں باہر تھا، کچھ لکھنے کا موقع نہ ملا مگر دل میں یہ بات برابر کھٹکتی رہی اور طبیعت کا تقاضہ بھی رہا کہ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کے متعلق اپنے تاثرات کا ایک نظم میں اظہار کروں۔۔۔ اور ایک طرح سے میرے ذمہ میں ایک قرض بھی تھا۔۔۔ جس کی اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ادائیگی ضروری ہی نہیں بلکہ واجبی تھی۔

مدت گزرنے کے بعد حضرت مولانا کی یاد اور ان کے قرض کی ادائیگی اپنے اس منظوم نذرانۂ عقیدت کے ساتھ کر رہا ہوں، اللہ رب العزت اسے قبول کرے۔ انشاءاللہ یہ نظم میری نئی آنے والی کتاب "صبحِ ہدایت" میں چھپ کر محفوظ ہو جائے گی۔

اس وقت یہ چند بند آپ کی خدمت میں حاضر ہیں، خدا کرے آپ کو پسند آئے، اور ر مناسب سمجھیں تو الفرقان کے صفحات میں شائع فرما کر ممنون کریں، یہی چند باتیں آپ کی اور آپ کے دونوں بھائیوں حضرت مولانا عتیق

الرحمٰن صاحب سنبھلی اور حضرت مولانا سجاد صاحب نعمانی ندوی ادام اللہ بقاءہم کی خدمت میں عرض ہیں

والسلام۔ آپ کا مخلص۔ محمد کاظم ندوی ۲۰۱۵/۱/۴

---

# حضرت منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

نتیجۂ فکر ــــــــــــــــ محمد کاظم ندوی

وہ جس کی شخصیت تھی عبقری اور ذات لاثانی
اسے کہتی ہے دنیا حضرتِ منظور نعمانیؒ

٭٭٭

وہ جس کو فکر تھی دنیا میں کوئی کام ہوجائے
خدا کا آخری پیغام ہر سو عام ہو جائے
نبی کی دعوت و تبلیغ طشت ازبام ہو جائے
اسی خدمت میں چاہے زندگی کی شام ہوجائے

٭٭٭

جسے حاصل تھی رب کی معرفت اور علم ربانی
اسے کہتی ہے دنیا حضرتِ منظور نعمانیؒ

٭٭٭

وہ جس کی زندگی جہدِ مسلسل سے عبارت تھی
وہ جس کی بندگی رب کی رضا اس کی اطاعت تھی
وہ جس کی ہر ادا وفق شریعت اور سنت تھی
وہ جس کی سادگی منت کشِ تاب طریقت تھی

٭٭٭

یہ تھے اخلاق جس کے اور عادات لاثانی

اسے کہتی ہے دنیا حضرتِ منظور نعمانیؒ

✵✵✵

وہ جس کے علم و عرفان کی جہاں میں خوب آرزانی
کتابیں خوب لکھیں، اور کی تصنیف نورانی
مؤثر جس کی تحریریں، خطابت جس کی طوفانی
ہوئیں مقبول جس کی محنتیں اور جہد و قربانی

✵✵✵

بہت مشہور تھا جس کا بیانِ درسِ قرآنی
اسے کہتی ہے دنیا حضرتِ منظور نعمانیؒ

✵✵✵

اڑائیں دھجیاں جس نے ہمیشہ شرک و بدعت کی
مٹائیں ظلمتیں جس نے سدا کفر و ضلالت کی
جلائیں جس نے قندیلیں مسلسل علم و حکمت کی
فروزاں جس نے کیں شمعیں نبوت اور رسالت کی

✵✵✵

ہے جس کا نام روشن، کام افضل اور نورانی
اسے کہتی ہے دنیا حضرتِ منظور نعمانیؒ

✵✵✵

وہ جس کی فکر میں جَودت، طبیعت میں تھی جولانی
وہ جس کے علم میں برکت، عمل میں تھی فراوانی
وہ جس کی سوچ میں ندرت ، وہ جس کی بات نورانی
جو تھے نیر مناظر اور ''الفرقان'' کے بانی

✵✵✵

ہوئی رحمت خدا کی اور جس پر فضل یزدانی
اسے کہتی ہے دنیا حضرتِ منظور نعمانیؒ

✵✵✵

وہ جس کی زندگی عجب و ریا سے پاک، خالی تھی

خلوص وپیار کی ہر ہر ادا جس کی نرالی تھی
مؤدت، دوستی، لطف و عطا جس کی مثالی تھی
محبت جس کی پاکیزہ، شرافت جس کی عالی تھی

٭٭٭

یہ سب اوصاف تھے جس کے بحمد اللہ سبحانی
اسے کہتی ہے دنیا حضرتِ منظور نعمانیؒ

٭٭٭

نہ حاصل جس کو تخت و تاج نہ ملکِ سلیمانی
نہ دولت اور ثروت اور نہ حرصِ جہاں بانی
نہ عہدہ اور منصب اور نہ جاہ و حشم فانی
تعلق تھا تو صرف اللہ سے اور ربطِ یزدانی

٭٭٭

اسی سے راج کی جس نے دلوں پر اور سلطانی
اسے کہتی ہے دنیا حضرتِ منظور نعمانیؒ

٭٭٭

جو مجھ سے بن پڑا لکھا بعون اللہ سبحانی
خدا کا فضل و احساں اور ہے انعامِ ربانی
کروں کیا مدح اس کی جس کی بہتر تھی سخن دانی
بنصر اللہ اے کاظم! تو لکھ یہ مصرعِ لافانی

٭٭٭

نہ غرہ علم کا جس کو، نہ دعوائے ہمہ دانی
اسے کہتی ہے دنیا حضرت منظور نعمانیؒ

☆☆☆......☆☆☆